ماہنامہ
اکتوبر ۲۰۲۵ء

الاشرف
کراچی

Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

غوث اعظم رضی اللہ عنہ درمیانِ اولیاء چوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم درمیانِ انبیاء

المدد یا غوث اعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ

درسِ قرآن
درسِ حدیث
توحیدِ باری تعالیٰ
حبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ملفوظاتِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین الاولیاء علیہ الرحمہ
تاریخِ اسلام میں بچوں کا کردار
فقراء کی ضیافت

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ
الاشرف
کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ
اکتوبر ۲۰۲۵ء جلد نمبر ۴۷ شمارہ ۱۰

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

نگران انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی	پروف ریڈر مولانا عرفان اشرفی مقصود اویسی / نعمان اشرفی	ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ محمد ابراہیم اشرفی محمد اجواد عطاری	سرکولیشن محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد و نعت	جناب محمد شاد محمود صاحب، جناب مخدوم منور عارفی سلطان صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	7
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	9
حُبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	خطیبِ پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ	11
شجرہ نسبِ پدری	ادارہ	15
شجرہ نسب مادری	ادارہ	16
شجرہ نسب طریقت	ادارہ	17
ملفوظاتِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی	18
نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس... (قسط:۱۰)	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ	21
محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین الاولیاء علیہ الرحمہ	حضرت خواجہ حسن نظامی علیہ الرحمہ	24
توحیدِ باری تعالیٰ	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	26
عرفانِ شریعت... فقہی سوالات کے جوابات	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	29
فقراء کی ضیافت	حجۃ الاسلام حضرت امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ	32
تاریخِ اسلام میں بچوں کا کردار	جناب سید آل احمد رضوی صاحب	34
خلفاء اشرف المشائخ... حضرت علامہ مظہر علی خان مدنی اشرفی علیہ الرحمہ	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	37
تبصرہ.... ''یادوں کے دریچے''	صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)	40
زیتون کا تیل	بشکریہ ''ہمدرد فیچر سروس''	42
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	44

باری تعالیٰ

حمد

جنابِ محمد شاد محمود صاحب

اے مرے اللہ میرے مالک و مولائے کُل
قائم و قیوم و دائم ذوالجلال و شاہِ کُل
تیرا ثانی نہیں ہے اور نہ ہمسر کوئی
تُو نے کس شان سے فرمایا پیغمبر کو "قل"
لم یلد اللہ ، ولم یولد بھی تو اے اللہ
خالق تقدیر عالم تو ہی تقدیس کُل
تو ہی مسجود ہے تو ہی معبود ہے فرما گئے
تیرے محبوب اور تیرے ختم الرسل
رحمۃ اللعالمین آئے تو اذن خدا سے
اس جہانِ آب وگل میں کھل اُٹھے گُل ہی گُل
مشکل کشا ہے ارفعہ و اعلیٰ ہے تو
حکم ہو محمودؔ پائے دانائے سبل

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعتِ رسول

جناب مخدوم منور عارفؔی سلطان صاحب

عرش سے آئی جب ندا ، صل اللہ محمد ﷺ
قلب سے جاری ہوگیا ، صل اللہ محمد ﷺ
جن و بشر ملائکہ پڑھنے لگے درود سب
جب کہ خدا نے خود کہا ، صل اللہ محمد ﷺ
آپ ہیں صادق اور امین ، آپ ہیں ختم الانبیاء
آپ ہیں سب سے ماورا ، صل اللہ محمد ﷺ
بدرالدجیٰ بھی آپ ہیں ، شمس الضحیٰ بھی آپ ہیں
پڑھتا رہوں یہی سدا ، صل اللہ محمد ﷺ
آپ کے در پہ جو گیا دل کی مراد پا گیا
دل کا چمن مہک اُٹھا ، صل اللہ محمد ﷺ
ہم تھے بہت گنہگار ہم پہ بہت کرم ہوا
مل گئی آپ سے شفاء ، صل اللہ محمد ﷺ
عارؔفی سلطان مخدؔوم نے ذکرِ حبیب جب کیا
مل کے سب ہی نے یہ پڑھا ، صل اللہ محمد ﷺ

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

گزشتہ ماہ ربیع الاوّل شریف کے مبارک اور مقدس مہینے میں ہم نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے 1500 سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر ماہنامہ ''الاشرف'' کراچی کا خصوصی شمارہ نکالا۔ جس میں اکابر علماء و مشائخ موجودہ اور جو اس دنیا سے رخصت ہوگئے ان کے مضامین بھی شامل کیے گئے۔ الحمدللہ! یہ رسالہ دینی طبقے میں بالخصوص علماء و مشائخ میں بہت زیادہ پسند کیا گیا اور سب کامیابی سرکارِ دوعالم ﷺ کی نگاہِ کرم کی بدولت ہوئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ رسالہ بہت زیادہ تقسیم ہوا اور سب نے اس کو پسند کیا۔

اب یہ ماہِ مبارک حضور سیدنا غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کا مہینہ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبوت کے سلسلے کو ختم فرمانے کے لیے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور بھیج کر ہمیشہ کے لیے اس سلسلے پر مہر لگادی اور سرکارِ دوعالم ﷺ ''خاتم النبیین'' بن کر اس دنیا میں تشریف لائے اور اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا نبوت کے سلسلے کے اختتام کے بعد ولایت کا سلسلہ شروع ہوا وہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ مختلف ادوار میں اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے اس دنیا میں آتے رہے اور شرارِ بولہبی کے مقابل چراغِ مصطفوی ﷺ کی لو کو بڑھاتے رہے۔ ان ہی میں ایک شخصیت غوث الاعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کی تھی کہ جو تمام اولیائے کرام کے سردار اور بادشاہ ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے آپ کے والدِ گرامی حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست علیہ الرحمہ جو بشارت دی اُس میں یہی فرمایا کہ: ''ابوصالح! عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نیک فرزند عطا کرے گا اُس کا نام ''عبدالقادر'' رکھنا اور جو شان میری سارے نبیوں میں ہے وہ شان اُس کی سارے ولیوں میں ہوگی''۔ یعنی بتانا یہ تھا کہ جیسے میں نبیوں کا سردار ہوں وہ ولیوں کا سردار ہوگا اور حقیقتِ حال یہی ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ تمام ولیوں کے سردار ہیں اور آپ کو ہی یہ کہنے کا حق ملا کہ: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ ''میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' جتنے اولیائے کرام اس وقت موجود تھے اُن سب نے اپنی

گردنوں کو جھکایا اور اس بات کو تسلیم کیا اور اس بات کی تصدیق کی کہ بے شک آپ کا قدم ہماری گردوں پر ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ عالم باعمل، صوفیٔ باصفاء، رہبر شریعت، رہنمائے طریقت، حقیقت و معرفت کے جام لُٹانے والے تھے آپ کی کیفیت یہ تھی کہ کثیر تعداد میں طلباء دن میں آپ سے کسبِ علوم کرتے تھے۔ صرف، نحو، منطق فلسفہ، قرآن، حدیث، تفسیر وغیرہ آپ دن میں پڑھاتے تھے اور پھر رات میں تزکیۂ نفس اور تصفیہ قلب کی تعلیم ہوتی تھی۔ ذکر واذکار کی محافل منعقد ہوتی تھیں۔ آپ کی ذات والا صفات علم وروحانیت کا ایک مرکز ومنبع تھیں۔ تشنگانِ علومِ معرفت دور دراز مقامات سے آتے تھے اور آپ سے کسبِ علم وکسبِ فیض کرتے تھے۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خانقاہ نہ صرف ایک خانقاہ تھی بلکہ ایک دار العلوم بھی تھا اور آپ فتوے بھی جاری کیا کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبد الوہاب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''میرے والدِ گرامی نے تقریباً 40 سال فتاویٰ نویسی کی اور فتوے جاری کیے''۔ اس خانقاہ سے فتوے بھی جاری ہوتے تھے۔ علم کی پیاس بجھانے کے لیے لوگ حاضر ہوتے اور علوم حاصل کرتے تھے، علومِ معرفت بھی وہاں سے حاصل ہوتا۔ شریعت، طریقت، حقیقت، یہ تمام علوم وہاں پڑھائے جاتے تھے اور پڑھانے والے شہنشاہِ بغداد حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ تھے بے شمار لوگوں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور بے شمار لوگ ایسے تھے جو مسلمان تھے اور آپ کی نگاہِ کرم سے صحیح طور پر سچے پکے مومن مسلمان بن گئے اور ہدایت پر آ گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم سب کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یہ ماہِ مبارک غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب ہے اس پورے مہینے میں گیارہویں شریف کی محافل اور جلسے منعقد ہوں گے اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے عقیدت مند خاص طور پر قادری یعنی سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے اپنے اپنے مقامات شہروں اور ملکوں میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کریں گے اور گیارہویں شریف کی محافل منعقد ہوں گی لیکن ہمیں اس میں ایک چیز کا ضرور خیال رکھنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ جہاں ہم اُن کے فضائل ومناقب اور کرامات بیان کرتے ہیں وہاں اُن کا علمی مقام بھی بیان کریں تا کہ لوگوں کو یہ پتا چلے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ صرف ایک شیخ طریقت ہی نہیں تھے بلکہ رہبر شریعت بھی تھے، صرف ذکر و اذکار کی محافل منعقد نہیں کرتے تھے بلکہ قرآن، حدیث، تفسیر فقہ، منطق اور فلسفہ یہ تمام علوم بھی پڑھاتے تھے، گویا علوم و معارفت اور شریعت وطریقت کا ایک مرکز ومنبع تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جب ہم آپ کی سیرت بیان کریں، آپ کے لیے محافل منعقد کریں، گیارہویں شریف کی محافل سجائیں لنگر شریف کریں اس کے ساتھ ساتھ اس بات پر

بھی دھیان رکھیں کہ جس طرح حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی کوئی نماز قضاء نہیں کی۔ہم بھی اس کا عہد کریں کہ کبھی بھی جان بوجھ کر کوئی نماز قضاء نہیں کریں گے، اُن ہی کی طرح شریعت پر استقامت کے ساتھ عمل کریں گے اور طریقت کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔اسی میں فلاح ہے، اسی میں نجات ہے اور اسی میں کامیابی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ان کی طرح شریعت وطریقت پر استقامت کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا دامن جو ہم نے پکڑا ہے قیامت تک ہم اسی دامن سے وابستہ رہیں اور قیامت میں اُن ہی کے جھنڈے تلے ہم سب اُٹھیں۔اللہ رب العالمین! ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاک پائے مخدوم سمنانی

فقیر ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

اَسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم

شہنشاہِ سخن حضرت مولانا حسنؔ رضا خان علیہ الرحمہ

اَسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت رَوا غوثِ اعظم

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لیے آؤ یاغوثِ اعظم

ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
ترے ہاتھ ہے لاج یاغوثِ اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوثِ اعظم

بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ
بچا غوثِ اعظم بچا غوثِ اعظم

نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو
اور اب ڈوبتوں کو بچا غوثِ اعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوثِ اعظم

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یاغوثِ اعظم

کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ

"یہاں سے ساتواں پارہ مع ترجمہ وتفسیر شروع ہورہا ہے"

پارہ نمبر ۷، سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۸۳ تا ۸۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

وَ اِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَی الرَّسُوۡلِ تَرٰۤی اَعۡیُنَہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ ۚ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰہِدِیۡنَ ﴿۸۳﴾ وَ مَا لَنَا لَا نُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَ نَطۡمَعُ اَنۡ یُّدۡخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَہُمُ اللّٰہُ بِمَا قَالُوۡا جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَ ذٰلِکَ جَزَآءُ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۸۵﴾ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ﴿۸۶﴾

ترجمہ:

اور جب سنتے ہیں وہ جو اترا رسول کی طرف تو ان کی آنکھیں دیکھو اُبل رہی ہیں آنسوؤں سے، اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے تُو لکھ لے ہمیں حق کے گواہوں کے ساتھ اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائے اللہ پر اور اس پر کہ آیا ہمارے پاس حق سے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب داخل کرے نیک لوگوں میں تو اللہ نے بدلہ دیا انہیں اس کہنے سے ان باغوں کا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہ بدلہ ہے نیکوں کا اور وہ جو کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہ ہیں دوزخ والے۔

تفسیر:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ..............فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان کی تعریف فرماتا ہے جو رقتِ قلب کی وجہ سے قرآن کریم سن کر رو پڑے ہیں جیسا کہ واقعۂ نجاشی میں ہے کہ جب اس نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مجمع قسیس و رہبان میں حبشہ کے اندر برسر دربار قرآن سننے کی خواہش کی اور مشرکین مکہ کا وفد موجود تھا تو نجاشی نے پوچھا: "تمہاری کتاب میں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا ذکر بھی ہے؟" حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قرآنِ کریم میں ایک سورت ہی حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے نام سے منسوب ہے" پھر آپ نے سورۂ مریم کا رکوع تلاوت فرمایا اور

ذلك عیسیٰ بن مریم تک پڑھا۔ پھر سورۂ طٰہٰ کا رکوع تلاوت کیا اور وَهَلْ اَتٰكَ وَحَدِيثُ موسیٰ تک پڑھا تو نجاشی رو پڑا اور مجمع بھی رو پڑا، پھر 70 آدمی جو اس مجمع میں تھے انہیں آپ نے سورۂ یٰسین سنائی تو وہ سب کے سب اتنا روئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو اُبل پڑے اور شرفِ ایمان سے مع نجاشی کے مشرف ہو گئے، پھر یہ لوگ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر آئے۔ (تفسیر نعیمی)

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ.......... رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ

یہ بیان اُن لوگوں کا یہود کے جواب میں ہے۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ جب حبشہ کا وفد اسلام سے مشرف ہو گیا اور خدمت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس ہوا تو یہودیوں نے انہیں ملامت کی۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا: وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ جب حق واضح ہو گیا تو ہمیں کیا ہوا جو ہم ایمان نہ لائیں، تم ہمارے ایمان لانے پر ملامت کرتے ہو حالانکہ ایمان نہ لانا قابلِ ملامت تھا نہ کہ ایمان لانا۔ اس لیے کہ ایمان مؤجب فلاح دارین ہے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبوت تو انجیل سے بھی مل چکی ہے۔ شانِ نزول آیتِ کریمہ کا یہی ہے۔

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ...... وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ

یعنی جو صدقِ دل سے ایمان لائیں اور حق کا اقرار کریں ان کے لیے یہ بدلہ ہے اور محض زبان سے کہہ دیں اور دل میں تصدیق نہ کریں ان کی ایمانی شان وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ایسے لوگوں کو منافقین میں شامل کیا گیا۔ (نسفی)

اسی بناء پر اہل سنت کے یہاں اقرار باللسان و تصدیق بالجنان ایمان کے لیے لازم ہے۔

ومعنی الایمان باللہ تعالیٰ الایمان بوحدانیۃ سبحانہ علی الوجہ الذی جاءت بہ الشریعۃ المحمدیۃ

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ

اس آیتِ کریمہ میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین سب کے لیے وعید جہنم ہے۔

شانِ اولیاء بزبانِ سردارِ اولیاء رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ وعظ و تلقین کرتے ہوئے شہنشاہِ بغداد حضور غوث پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ نے ''اولیاء اللہ'' کے متعلق فرمایا:

''ان کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ کتاب و سنت میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں وہ قرآن کے پابند تھے اپنی حرکات وسکنات اور لین دین میں اس کے خلاف نہیں کرتے تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کا دروازا کھلا دیکھا اس میں داخل ہو گئے غیر اللہ کا دروازہ بند پایا اس سے ہٹ گئے''۔

(رسالہ خاتون پاکستان ''غوث اعظم نمبر''، حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا علمی مقام، ص:۲۷)

✶........✶........✶........✶

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

الفصل الثانی

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَ لَیَالِیْھِنَّ وَلِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَّ لَیْلَۃً اِذَا تَطَھَّرَ فَلَبِسَ خُفَّیْہِ اَنْ یَّمْسَحَ عَلَیْھِمَا رَوَاہُ الْاَثْرَمُ فِیْ سُنَنِہٖ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَقَالَ الْخَطَّابِیُّ ھُوَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ ھٰکَذَا فِی الْمُنْتَقٰی۔

وَعَنْ صَفْوَانَ ابْنِ عَسَّالٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ یَاْمُرُنَا اِذَا کُنَّا سَفْرًا اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیْھِنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَۃٍ وَّلٰکِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ)

وَعَنِ الْمُغِیْرَۃِ ابْنِ شُعْبَۃَ قَالَ وَضَّاْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ فَمَسَحَ اَعْلَی الْخُفِّ وَاَسْفَلَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ مَّعْلُوْلٌ وَسَاَلْتُ اَبَا زُرْعَۃَ وَ مُحَمَّدًا اَیْعْنِی الْبُخَارِیَّ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَا لَیْسَ بِصَحِیْحٍ وَّ کَذَا ضَعَّفَہٗ اَبُوْدَاؤدَ۔

ترجمہ:

دوسری فصل

روایت ہے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے (۱) وہ حضور ﷺ سے راوی کہ حضور ﷺ نے مسافر کو تین دن ورات کو اور مقیم کو ایک دن ورات تک موزوں پر مسح کی اجازت دی جب کہ پاک ہو کر پہنے ہوں (۲) اثرم نے اپنی سنن میں اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے اور خطابی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے یوں ہی منتقی میں ہے (۳)

روایت ہے حضرت صفوان ابن عسال رضی اللہ عنہ (۴) سے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ہم کو حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر میں ہوں تو تین دن اور رات موزے نہ اتاریں (۵) مگر جنابت سے لیکن پاخانہ پیشاب اور نیند سے (موزے نہ اتاریں) (۶)

(ترمذی، نسائی)

روایت ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ کو وضو کرایا تو آپ نے موزے کے اوپر نیچے مسح فرمایا (۷) (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

صاحبِ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث معلول ہے اور میں نے ابوزرعہ اور محمد یعنی امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو ان بزرگوں نے فرمایا کہ صحیح نہیں یوں ہی ابوداؤد نے اسے ضعیف فرمایا (۸)

شرح:

صحابی کا تعارف:

(۱) آپ کا نام شریف نفیع ہے، ثقفی ہیں، مشہور صحابی ہیں، غزوۂ طائف میں ایمان لائے، آخر عمر شریف میں بصرہ میں قیام رہا ۴۹ھ میں وہیں وفات پائی (۲) اس کی پوری شرح اور اس سے مسائل کا استنباط پہلے گزر چکا۔ عام علماء کا یہی قول ہے کہ مسافر تین دن سے زیادہ اور مقیم ایک دن سے زیادہ مسح نہیں کر سکتے۔ ہاں حنفیوں کے نزدیک یہ مدت حدث کی وقت سے شروع ہوگی (۳) منتقی ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب ہے (مرقاۃ) شیخ فرماتے ہیں کہ یہ خطابی کی تصنیف ہے۔

صحابی کا تعارف:

(۴) مشہور صحابی ہیں، قبیلہ بنی مراد سے ہیں، کوفہ میں قیام رہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوؤں میں شریک رہے (۵) یہ حکم اجازت کا ہے نہ کہ وجوبی، کیونکہ مسافر کو تین دن تک مسح کرنا جائز ہے (۶) یعنی حدث اصغر میں موزوں کا مسح درست اور حدث اکبر میں ناجائز، غسل میں پاؤں دھونا ہی فرض ہیں۔ اس عبارت میں عجیب لطف ہے کہ اِلَّا نے نفی توڑ کر ثبوت کیا، پھر لٰکِنْ نے اِلَّا کا ثبوت توڑ کر نفی پیدا کی، اس پر نحویوں نے معرکۃ الآرا بحثیں کی ہیں۔

(۷) یہ حدیث ضعیف ہے اور ان احادیث کے خلاف ہے جن میں صرف اوپر کے مسح کا ذکر ہے، لہٰذا لائق عمل نہیں، مسح صرف موزے کے اوپر ہوگا نہ کہ نیچے، جیسا کہ اگلی احادیث میں آ رہا ہے۔ یہی ہمارے امام صاحب کا مذہب ہے اور ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا تلوہ دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا ہو اور داہنے ہاتھ سے اوپر مسح کیا ہو دیکھنے والے سمجھے کہ آپ نیچے بھی مسح کر رہے ہیں (۸) اس حدیث کے ضعف کی دو وجہیں ہیں: ایک یہ کہ اس کی اسناد حضرت مغیرہ تک متصل نہیں، بلکہ اس کے راوی وَرّاد ہیں، یعنی حضرت مغیرہ کے غلام۔ دوسرے یہ کہ اس کی اسناد میں ثور ابن یزید رجا ابن حَیْوَہ جیسے راوی ہیں اور ثور کی ملاقات رجا سے ثابت نہیں، نیز یہ حدیث حضرت مغیرہ کی اس صحیح حدیث کے خلاف ہے جس میں فقط اوپر کا ذکر ہے، لہٰذا حدیث میں اضطراب بھی ہے۔

لوگوں سے نہ مانگو!!!

حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو شخص لوگوں سے مانگتا ہے وہ اس لیے لوگوں سے مانگتا ہے کہ وہ خدائے پاک سے جاہل ہے اور اس کا ایمان اور معرفت ویقین دولت ہے اور صبر کم ہے اور جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے وہ اس لیے بچتا ہے کہ خدا کے ساتھ اس کا علم وافر ہے اور اس کا ایمان ویقین محکم ہے اور اپنے رب کے ساتھ اس کی ہر وقت پہچان زیادہ ہے اور اس لیے کہ وہ اللہ عزوجل سے شرماتا ہے''۔

(رسالہ خاتون پاکستان ''غوث اعظم نمبر''، حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا علمی مقام، ص:۸۶)

گوشۂ سیرت

حُبِّ مصطفیٰ ﷺ

خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ

ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور اس کے ساتھ عقل وفہم کی دولت عطا فرمائی ہے وہ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ حب مصطفیٰ کریم ﷺ ایمان کی روح ہیں۔ شریعت مطہرہ نے ہر مسلمان پر حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی محبت اس کے تمام خویش واقارب، اعزا واحباب سے زیادہ لازم کی ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا“ (سورہ توبہ پارہ ۱۰ آیت ۲۳۔۲۴)

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری ومسلم)

قرآن کی آیت اور حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسولِ مقبول ﷺ کی محبت ماں باپ و اولاد عزیز و اقارب، دوست واحباب، مال ودولت مسکن ووطن غرضیکہ ہر چیز اور خود اپنی جان کی محبت سے زیادہ ضروری ولازم ہے اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے ساتھ عقیدت ومحبت نہ رکھے یا اُن کی مخالفت کرے تو خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو اس سے دوستی ومحبت رکھنا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ

وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴿۲۲﴾

ترجمہ: ”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے“ (پارہ:۲۸ سورۂ مجادلہ آیت: ۲۲)

اس آیت سے صراحۃً ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ و رسول کی مخالفت کریں اور ایمان پر کفر کو پسند کریں اگر چہ وہ بہت ہی زیادہ قریبی ہوں اُن سے دوستی و محبت رکھنا جائز نہیں بلکہ عدل و ایمان سے بعید ہے۔ اس مضمون کی متعدد آیتیں اور حدیثیں موجود ہیں۔ جب معلوم ہو گیا کہ ایمان و نجات کا دار و مدار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ہے تو جس مومن کے دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کامل ہو گی اس کا ایمان بھی کامل ہو گا ورنہ ناقص اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مطلقاً نہیں تو وہ قطعاً ایمان سے محروم ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا:

میرے حبیب آپ فرما دیجیے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا۔

اس آیت مبارکہ کے متعلق عرض یہ ہے کہ اتباع و اطاعت جسے معیار محبت قرار دیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوالِ مبارکہ و اعمال مقدسہ کے مطابق مطلقاً عمل کرنے کا نام اتباع و اطاعت ہے یا اس میں کوئی قید بھی ملحوظ ہے۔ اگر مطلق عمل یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اعمال مقدسہ کی طرف نقل کو اتباع و اطاعت قرار دیا جائے جن کی موافقت شرعاً مطلوب ہے تو وہ منافقین اور دشمنانِ دین حضور کے متبع اور اللہ تعالیٰ کے محبوب قرار پائیں گے جو باوجود منافق ہونے اور اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت رکھنے کے نماز روزہ اور دیگر اعمال حسنہ کرتے تھے بلکہ صحیح احادیث میں یہاں تک وارد ہوا کہ ایک بے دین گمراہ آخر زمانہ میں پیدا ہو گا۔ وہ قرآن پڑھے گا مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ خالص مسلمان ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے مثل ہوں گے اور پاجاموں کے پائنچے اونچے اونچے رکھیں گے ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے احادیث بھی پڑھیں گے ایسی صورت میں اس ظاہری اتباع و اطاعت اور سنن کریمہ کے نقل کو کیونکر معیار محبت اور دلیل ایمان قرار دیا جا سکتا ہے؟ یہ تو نرالی نقالی ہے جو کسی حال میں محمود و مستحسن نہیں ہو سکتی۔ اس

لیے ضروری ہے کہ اتباع واطاعت کے معنی پر غور کیا جائے اور صحیح معیارِ محبت تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ فرما کہ ہمیں یہ بتا دیا کے اتباع رسول اللہ ﷺ کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت ہے۔ محبوب کا دشمن کبھی محبوب نہیں ہوسکتا۔ پھر خدا کے محبوب کا دشمن خدائے قدوس کا محبوب کیونکر ہوسکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ میں اتباع کے معنی بغیر محبت رسول کے اُن کے سنن کریمہ کو نقل کرنا نہیں بلکہ فاتبعونی کے معنی یہ ہیں کہ حبیب خدا ﷺ کی محبت کے نشے اور اُن کے جذباتِ الفت سے مخمور ہو کر بتقاضائے الفت ومحبت ان کی اداؤں کے سانچہ میں ڈھل جائے یہ اتباع یقیناً حضور ﷺ کی محبت کی دلیل ہے۔ مگر بات جہاں تھی وہیں رہی سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ فلاں گروہ یا فلاں شخص حضور ﷺ کی الفت ومحبت کے ساتھ ان کے سنت کریمہ پر عمل کر رہا ہے اور فلاں آدمی بغیر محبت کے محض نقالی میں مصروف ہے۔ آیئے! اس سوال کا حل اور معیارِ محبت تلاش کریں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اس کو محبوب کا عیب دیکھنے سے اندھا اور (محبوب کا عیب سننے سے) بہرا کر دیتی ہے (مسند امام احمد)

اس مبارک حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ محبت کی نا قابل تمہید دلیل اور صحیح معیار یہ ہے کہ مدعی محبت کی آنکھ اور کان محبوب کا عیب دیکھنے اور سننے سے پاک ہو۔ عقل سلیم کے نزدیک بھی محبت کا صحیح معیار یہی ہے۔ کیونکہ محبت کا مرکز حسن وجمال ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ محبت والی آنکھ کو محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر آئے اور اگر کسی کو محبوب میں عیوب ونقائص منظر آتے ہیں تو وہ اپنے دعوائی محبت میں جھوٹا ہے۔ محبت والی آنکھ کو محبوب کا واقعی عیب نظر نہیں آتا اور حضور ﷺ تو بے عیب ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور رسالتمآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں:

وَاحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطّ عَيْنِي وَأَجْمَل مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاء

خلقت میرا من کل عَيْبٍ انَّكَ قَد خُلِقْتَ كَمَا تَشَاء

ترجمہ: ''یا رسول اللہ ﷺ! میری آنکھ نے آپ سا حسین و جمیل اور کوئی نہیں دیکھا، کیونکہ آپ سا حسین وجمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا کہ آپ ایسے پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ خود چاہتے تھے''

ثابت ہوا کہ حضور ﷺ بے عیب ہیں اور جسے بے عیب میں عیب منظر آئے اس کا دعویٰ محبت کہاں تک درست ہوگا۔ اسی معیار پر موجودہ فرقوں کو پرکھ لیجئے کوئی گروہ خلفائے راشدین اور محبوبین رسول اللہ ﷺ کو کافر ومنافق کہہ کر ذات مصطفےٰ ﷺ پر کفر ونفاق کا عیب لگا رہا ہے۔ کوئی آل اطہار کی شان میں گستاخیاں کر کے سرورِ عالم ﷺ کی شان گھٹا رہا ہے کسی نے حضور ﷺ کے کمال خاتمیت کا انکار کر کے تنقیص شان نبوت پر کمر باندھی ہوئی ہے۔ کوئی جماعت تاجدار مدینہ ﷺ کی

مقدس احادیث کا انکار کر کے سرکار کی توہین میں مصروف ہے
کوئی آقائے دو عالم ﷺ کے کمالات علمیہ وعملیہ کا انکار کر کے تنقیص رسالت کی۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ وہ ہمارے ہی جیسے بشر ہیں۔ وہ ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں اور ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے۔ اور کوئی کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ کا علم تو شیطان لعین اور ملک الموت کے علم سے بھی کم ہے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ ان کا میلاد شریف کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ہنود کنھیا کا جنم دن مناتے ہیں۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ نماز میں ان کی طرف خیال لے جانا، بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے اور کوئی علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ ان سے بیشمار غلطیاں ہوئیں۔
اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا۔ کسی نے کہا کہ جس طرح ہم بھول جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی بھولا کرتے تھے۔
غرضیکہ کیا کیا لکھا جائے معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی اس حقیقت کو نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ عقل و شرع سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ اہل محبت کو محبوب میں کوئی عیب نظر نہیں آتا، نہ ان کا کان محبوب کا عیب سن سکتا ہے۔ تو جس قوم کا شب و روز یہی وطیرہ ہو کہ قرآن وحدیث اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے حضور ﷺ کی ذات اقدس میں عیوب ونقائص ثابت کرنے کے درپے ہو وہ کیونکر سرکار کی محبت کے دعوے میں صادق ہوسکتی ہے۔ خدا کی قسم حضور تو محمد ہیں اور محمد کے معنی ہی بے عیب ہیں۔ تو جس نے محمد کے اندر عیب مانا اس نے محمد کو محمد ہی نہیں مانا۔ حضور کو محمد ﷺ وہی مانتا ہے جو حضور کو بے عیب مانتا ہے پس ثابت ہوا کہ تمام فرقوں میں وہ فرقہ اپنے دعوئے محبت میں سچا ہے جو حضور ﷺ کو تمام عیوب ونقائص سے منزہ اور پاک مانتا ہے۔ ایمان کا دارو مدار حضور ﷺ کی محبت پر ہے اور محبت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں
مَنْ أَحبَّ شیئًا أکثر من ذکرہ۔ (ابونعیم، دیلمی)
کہ جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے تو جس کو حضور ﷺ سے جتنی زیادہ محبت ہوگی وہ اتنا ہی آپ کا کثرت سے ذکر کرے گا معلوم ہوا کہ آپ کا کثرت سے ذکر کرنا تقاضائے محبت وایمان ہے۔
اب ان لوگوں کی حالت کا اندازہ کیجئے جو آپ کے ذکر پاک فضائل وکمالات صورت وسیرت کے بیان سے مسرور وشاداں نہیں بلکہ دل تنگ ہوتے ہیں۔ کیا اُن کا آپ کے ذکر پاک سے دل تنگ ہونا ایمان ومحبت سے محروم ہونے کی دلیل نہیں؟
بلاشبہ آپ کا ذکر ذکرِ خدا ہے، حدیث قدسی ہے:
”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اے محبوب ﷺ!) میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بھی ہو اور میں نے تیرے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے پس جس نے تیرا ذکر کیا، اس نے میرا ذکر کیا۔ (شفا شریف)
حضور سید عالم ﷺ کا ذکر عبادت ہے: ذکر انبیاء عبادت ہے اور ذکر صالحین کفارہ سیئات ہے۔ (فتح الکبیر)

شہنشاہِ بغداد حضورِ غوث پاک حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی

کا شجرہ نسبِ پدری

ادارہ

۱۔ فخرِ کائنات، محسنِ انسانیت، باعثِ تخلیقِ کون ومکاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ شہنشاہِ ولایت، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

۳۔ سبطِ مکرم حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت سیدنا عبداللہ محض رضی اللہ عنہ

۶۔ حضرت سیدنا موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ

۷۔ حضرت سیدنا عبداللہ ثانی رضی اللہ عنہ

۸۔ حضرت سیدنا موسیٰ ثانی رضی اللہ عنہ

۹۔ حضرت سیدنا داؤد رضی اللہ عنہ

۱۰۔ حضرت سیدنا محمد رضی اللہ عنہ

۱۱۔ حضرت سیدنا یحییٰ زاہد رضی اللہ عنہ

۱۲۔ حضرت سیدنا عبداللہ جیلی رضی اللہ عنہ

۱۳۔ حضرت ابوصالح سیدنا موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ

۱۴۔ قندیل نورانی، شہبازِ لامکانی، غوث صمدانی محبوبِ سبحانی

حضرت ابومحمد محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

غوث صمدانی محبوبِ سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کا شجرہ نسبِ مادری

ادارہ

۱۔فخرِ کائنات، محسن انسانیت، باعثِ تخلیقِ کون ومکاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۲۔شہنشاہِ ولایت، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

۳۔حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

۴۔حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

۵۔حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ

۶۔حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

۷۔حضرت سیدنا علی العریض رحمۃ اللہ علیہ

۸۔حضرت سیدنا محمد رحمۃ اللہ علیہ

۹۔حضرت سیدنا ابو علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔حضرت سیدنا عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔حضرت سیدنا ابو کمال رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔حضرت سیدنا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔حضرت سیدنا ابو العطاء رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔حضرت سیدنا طاہر رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔حضرت سیدنا ابو محمود رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔حضرت سیدنا محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔حضرت سیدنا ابو جمال رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔حضرت سیدنا عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔حضرت سیدہ اُم الخیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا

قندیل نورانی، شہبازِ لامکانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کا شجرہ نسب طریقت

ادارہ

ا۔فخرِ کائنات، محسن انسانیت، باعثِ تخلیقِ کون ومکاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۲۔شہنشاہِ ولایت، مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

۳۔حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

۴۔حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

۵۔حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ

۶۔حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

۷۔حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

۸۔حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ

۹۔حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ

۱۰۔حضرت شیخ ابوالحسن سری سقطی رضی اللہ عنہ

۱۱۔حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ

۱۲۔حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ

۱۳۔حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رضی اللہ عنہ

۱۴۔حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ

۱۵۔حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری رضی اللہ عنہ

۱۶۔حضرت شیخ ابوسعید مبارک المخزومی رضی اللہ عنہ

۱۷۔قندیل نورانی، شہبازِ لامکانی، غوث صمدانی، محبوبِ سبحانی

حضرت ابومحمد محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

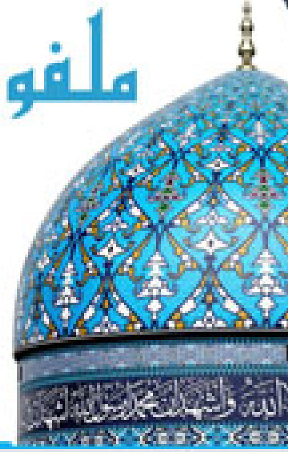

ملفوظاتِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس سرہ کی ذات والا صفات اہلِ تصوف و معرفت کے لیے منارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے اپنے جدِ اعلیٰ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے حکم کے مطابق رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا ابتداء میں چند لوگ آپ کا وعظ سننے کے لیے آئے پھر روز بروز ان میں اضافہ ہوتا گیا، آپ قدس سرہ نے مدرسہ سے وعظ کا سلسلہ شروع کیا کچھ روز بعد مدرسہ کی جگہ تنگ ہوگئی پھر آپ نے جامع مسجد میں وعظ کرنا شروع کیا وہاں بھی لوگوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ جگہ نہ رہی، بالآخر ایک وسیع میدان میں آپ قدس سرہ کا منبر رکھا گیا۔ جہاں رونق افروز ہوکر آپ تقریر فرماتے تھے لوگ دور دراز مقامات سے اونٹوں پر گھوڑوں پر خچروں پر مختلف سواریوں پر اور پیدل آپ قدس سرہ کا ایمان افروز بیان سننے کے لیے آتے تھے۔ معتبر روایات کے مطابق آپ کی مجالسِ وعظ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ کے سینہ اقدس میں علوم و معارف کا ایک سمندر موجزن تھا۔ جب خطاب فرماتے تھے تو آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ سامعین کے قلوب پر اثر کرتا تھا لوگ کفر و شرک سے تائب ہوکر سچے مسلمان بن جاتے جب آپ خطاب فرماتے تو کثیر تعداد میں علماء قلم و دوات لے کر بیٹھتے اور آپ کے ملفوظات کو لکھتے آپ کے صاحبزادے حضرت سید عبدالوہاب الجیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: ''حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں چار سو علماء کی دواتیں شمار کی گئیں جو آپ کے ملفوظات کو نقل کرتے تھے''۔

(بهجة الاسرار ابو الحسن نور الدين الشطنوفي ،ص:۵۵، مطبوعہ، مصطفی البابی الحلبی ۱۳۳۰ھ)

اس سے پتا چلا کہ آپ کی مجالسِ واعظ میں علماء صوفیاء کثرت سے شرکت کرتے تھے اور وہ ملفوظات جو ایک علمی و روحانی خزانہ تھے ان کو تحریر کرتے تھے۔ آپ قدس سرہ کے ان ملفوظات کا عوام کے دلوں پر کیا اثرات ہوتے تھے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''میری تمنا تھی کہ میں صحراؤں اور بیابانوں میں رہوں جیسے ابتدائی دور میں تھا کہ نہ میں مخلوق کو دیکھتا اور نہ لوگ مجھے دیکھے پھر اللہ بزرگ برتر نے ارادہ

فرمایا کہ میرے ذریعے مخلوق کو نفع پہنچے پس میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود ونصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور لاکھوں افراد نے گناہوں سے توبہ کی''۔(قلائد الجواہر ص:۱۹)

قربِ الٰہی:

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے خواہشمند کو چاہیے کہ فرض کی ادائیگی کے بعد ان اذکار و اشغال میں مصروف ہو جن کی وہ طاقت رکھتا ہے اور ہر لحظہ یہ خیال کرے کہ ان کا اُٹھنا، بیٹھنا دوڑنا، بھاگنا، رونا، ہنسنا غرض ہر قول اللہ کے لیے ہے۔اس کا نتیجہ محبت الٰہی ہے اور محبت الٰہی حاصل ہو جائے تو انسان کسی کا محتاج نہیں رہتا۔(رسالہ خاتون پاکستان غوث اعظم نمبر)

اسم اعظم:

اسم اعظم ''اللہ'' ہی ہے اس کا اثر البتہ اس وقت ہوتا ہے جب پڑھنے والے کے دل میں سوائے اللہ کے کچھ نہ ہو۔ عارف کا بسم اللہ کہنا ایسا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا کُن کہنا۔ اسم اعظم کے اثر سے دنیا کی ہر مصیبت دور ہو جاتی ہے اور ہر آرزو پوری ہو جاتی ہے۔(رسالہ خاتون پاکستان غوث اعظم نمبر)

اتباع رسول ﷺ:

ہمیشہ رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلو اور آپ ﷺ کی اتباع میں کوئی کمی نہ کرو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ''اے نبی! تم ان سے کہہ دو کہ اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا''۔

اور اللہ کا یہ بھی حکم ہے کہ جو کچھ تم کو رسول کریم ﷺ دیں وہ لو اور جس سے منع کریں اس سے پرہیز کرو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی ہر حال میں پیروی کرو۔

(رسالہ خاتون پاکستان غوث اعظم نمبر)

محبت رسول ﷺ:

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ محبت رسول ﷺ کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اے بیٹے! قرآن پر عمل کرو کہ یہ تمہیں اس کی منزل کا واقف بنا دے گا اور حدیث پر عمل کرو کہ یہ تمہیں رسول اللہ ﷺ سے شناسا کرے گی۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ کی محبت ہی قوم کے دلوں کو خوشبودار اور معطر بناتی ہے۔ وہی ان کے اسرار کو برگزیدہ کرتی اور زینت بخشتی ہے وہی ان کے لیے قربِ الٰہی کا دروازہ کھولتی ہے وہی دلوں اور باطنوں اور خدائے عزوجل کے درمیان سفیر ہے۔ جس وقت تم ان کی طرف ایک قدم بڑھاؤ گے ان کی خوشنودی کے حقدار بنو گے۔ جس کو یہ حال نصیب ہو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

(رسالہ خاتون پاکستان غوث اعظم نمبر)

مشائخ کی صحبت:

راہِ سلوک طے کرنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''تمہیں سب سے پہلے مشائخ کی صحبت کی ضرورت ہے اور نفس طبیعت اور ماسواء اللہ کو ختم کرنے کی ضرورت ہے ان کے دروازے سے چمٹ جاؤ (یعنی مشائخ کے) پھر ان سے

الگ ہواور اپنے عبادت خانہ میں اللہ کے حضور تنہائی اختیار کرلو جب یہ مکمل ہو جائے تو اللہ کے اذن سے حق کے رہنما اور ہدایت یافتہ ہوجاؤ گے"۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا "تمہیں ایک شیخ کی ضرورت ہے جو حکمت والا ہو اللہ کے احکام پر عمل کرنے والا ہو جو تمہیں مہذب بنائے تمہیں علم سکھائے اور تمہیں نصیحت کرے"۔

(غنية الطالبين،الشيخ السيد عبد القادر الجيلاني، ج۲،ص۱۶۲،مطبوعه دمشق)

آپ کے ارشاد مبارک سے پتہ چلتا ہے کہ سالکین کے لیے مشائخ کی صحبت بے حد ضروری ہے بغیر صحبت کے وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ بزرگانِ دین کی صحبت سالک کے باطن کو سنوار دیتی ہے اور جب انسان کا باطن درست ہو جائے تو ظاہر خود بخود درست ہو جاتا ہے اس لیے طالبان راہِ سلوک کے لیے لازم ہے کہ وہ مشائخ کی صحبت اختیار کریں۔

قلب کی حفاظت:

حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

☆ اپنے دل کے دروازے کے خود ہی نگہبان بن جاؤ، جس کے داخل ہونے کا خدا حکم دے اسے جانے دو جسے منع کرے اسے ہرگز نہ جانے دو۔

☆ خواہشات کی زیادتی سے اجتناب کرو۔

☆ کسی منصب و کیفیت اور حالت کو مستقل نہ سمجھ لینا کیونکہ تبدیلی اور تغیر سے مفر نہیں۔

☆ نہ کسی سے یاری کرنے میں جلد بازی سے کام لو نہ دشمنی میں۔ (رسالہ خاتون پاکستان غوث اعظم نمبر)

ہوس:

تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہاری حرص نے تمہیں ظالموں کی خدمت گاری اور حرام خوری پر آمادہ کر دیا تم کب تک حرام کھاتے اور دنیا کے ان (ظالم) بادشاہوں کے خدمت گزار بنے رہو گے جن کی خدمت میں لگے ہوئے ہو۔ ان کی بادشاہت عنقریب مٹ جائے گی اور تمہیں حق تعالیٰ کی خدمت میں آنا پڑے گا جس کی ذات کو کبھی زوال نہیں۔

(رسالہ خاتون پاکستان غوث اعظم نمبر)

مریدین کو نصیحت:

ایک مرتبہ وعظ و تلقین کرتے ہوئے حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ فرمایا:

☆ خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

☆ بدعتوں سے اپنا دامن بچاؤ۔

☆ صبر کرنا اپنی عادت بنالو۔

☆ تکلیف اور مصیبت کے عالم میں مایوس نہ ہو جاؤ کہ ہر مصیبت کے بعد راحت آتی ہے

☆ ذکر الٰہی پر جمع ہوجاؤ۔

☆ توبہ سے گناہ کو دھوڈالو۔

☆ آپ ﷺ کی چوکھٹ سے ہٹنے کا کبھی خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ (رسالہ خاتون پاکستان غوث اعظم نمبر)

﴿قسط:۱۰﴾

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

یہ مسئلہ بھی قابلِ غور ہے کہ نانوتوی صاحب نے تو یہ کہہ دیا کہ: ’’تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں‘‘ مگر یہ سوچا کہ مقامِ مدح میں مذکور ہونے کے لیے وہی فضیلت ضروری نہیں جو بالذات ہو۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

خود انہی کے دھرم میں اگلے تمام انبیاء کی نبوت بالعرض ہے کسی کی بالذات نہیں، جس پر ان کی یہ تحریر شاہد ہے:

’’بالجملہ رسول اللہ ﷺ وصف نبوت میں بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض‘‘۔ (تحذیر الناس، ص:۸)

باوجود اس کے قرآن عظیم میں جابجا وصف نبوت سے ان کی مدح فرمائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں جب خاتم النبیین، بمعنی آخر الانبیاء کا مقام مدح میں ہونا ضروریاتِ دین سے ہے اور نانوتوی دھرم میں فضیلت بالذات نہ ہونے کے باعث یہ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ تو قطعاً ظاہر ہوگیا کہ نانوتوی صاحب نے ارشادِ الٰہی کو غلط مانا، یہ کفر ہوا کہ نہیں؟

اور آگے آیئے نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں:

’’ہاں اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہوجائے گی **بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا**‘‘۔

(تحذیر الناس، ص:۲۵)

’’تحذیر الناس‘‘ کے اوپر دیئے گئے حوالے کے آخری جملہ **’’بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا‘‘** پر خاص توجہ چاہوں گا۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جب بعد زمانہ اقدس کوئی نبی پیدا ہوگا تو حضور ﷺ سب کے آخری نبی نہ ہوں گے۔ اس لیے کہ حضور سید عالم ﷺ کے بعد اور نبی ہوا اور خاتمیت زمانی بقول تحذیر الناس (ص ۳) یہی تھی کہ آپ ﷺ سب میں آخری

نبی ہیں یہ تو بداہتہً گئی اور اس کے جاتے ہی وہ جو خاتمیت ذاتی گڑھی تھی وہ بھی فناء ہوگئی اس لیے کہ خود ''تحذیر الناس'' میں ہے کہ: ''ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے''۔

اور ظاہر ہے کہ لازم کے انتفاء سے ملزوم کا انتفاء ہو جاتا ہے تو ختم زمانی اور ختم ذاتی سب ختم و فناء ہو گئے۔ صرف نانوتوی صاحب کی بے معنی خاتمیت کا ہوا باقی رہا۔ اب یہ روشن ہو گیا کہ نانوتوی صاحب واضح طور پر خاتم النبیین سے مطلقاً کفر کر بیٹھے ہیں۔ لطیفے کی بات تو یہ ہے کہ نانوتوی صاحب نے ''تحذیر الناس (ص ۱۰)'' پر ختم زمانی کی نسبت خود لکھا ہے کہ: ''اس کا منکر بھی کافر ہوگا'' اور پھر صفحہ ۲۵ تک پہنچتے پہنچتے ختم ذاتی اور ختم زمانی دونوں کا انکار کر دیا اور اپنے منہ آپ ہی کافر ہو گئے۔ خاتمیت کے باب میں نانوتوی صاحب کے قلم کی بدمستی کے دو ایک نمونے اور بھی ملاحظہ کرتے چلیے:

''تحذیر الناس'' صفحہ 14 پر رقم طراز ہیں:

''غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ ﷺ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ ﷺ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''

آگے چل کر رقمطراز ہیں:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''۔ (تحذیر الناس، ص:۲۵)

اس عبارت کا ابتدائی کچھ حصہ پہلے نقل کر چکا ہوں۔ اپنی اس عبارت میں لفظ تجویز استعمال کر کے نانوتوی صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ جہاں جہاں انہوں نے بالفرض بالفرض کہا ہے اس سے فرض اختراعی مراد نہیں بلکہ فرض بمعنی تجویز ہے اور تجویز کا تعلق اختراعات سے نہیں ہوتا بلکہ جو چیز عقلاً ممکن ہو اُسی کی تجویز کی جاسکتی ہے۔

میری اس پوری تحریر کا منشاء ''تحذیر الناس'' میں موجود تمام خرافات اور اس کی جملہ اہمال سرائیوں پر نقد و نظر نہیں، بلکہ معنی ''خاتم النبیین'' میں معنوی تحریف کی ہے۔ اس کے اجماعی معنی کا انکار کیا ہے اور اجماعی معنی مراد لینے کو جہلاء کا خیال بتا کر تمام اُمتِ مسلمہ، بلکہ خود سرکار رسالت ﷺ کو جاہل، نا فہم اور ایک عقیدہ ضروریہ سے کم التفات قرار دیا ہے وغیرہ وغیرہ (نعوذ باللہ) اور خود اس کا ایک ایسا معنی بتایا ہے جس کے رو سے اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے، جب بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے۔

''خاتم النبیین'' کے اس جدید معنی سے اُمتِ مسلمہ کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچا لیکن اُمت قادیان نے خوب خوب فائدہ اُٹھایا ایسا لگتا ہے کہ نانوتوی صاحب اپنی نبوت کے لیے راہ ہموار کر رہے تھی مگر ذرا سستی کر گئے اور غلام احمد قادیانی نے بازی مار لی۔

آخر میں چلتے چلتے اس حقیقت کا بھی اظہار کرتا چلوں کہ میرے روبرو ''تحذیر الناس'' کا جدید ایڈیشن ہے جو قدیم

ایڈیشنوں سے کچھ مختلف ہے۔ پرانے ایڈیشنوں میں تقریباً ہر جگہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی جگہ مہمل بے معنی لفظ ''صلعم'' موجود ہے۔ اس پر جب علمائے ملت اسلامیہ نے اعتراض شروع کیا تو نانوتوی صاحب کے وکیلوں نے اسے نئے ایڈیشن سے نکال کر اس کی جگہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' تحریر کر دیا۔ حالانکہ یہ وکلاء بھی خوب جانتے ہیں کہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی جگہ ''صلعم'' لکھ کر نانوتوی صاحب جو محرومیاں اپنے ساتھ لے گئے ہیں، بعد والوں کی اصلاح سے ان میں کمی نہ ہوگی۔ یوں ہی زیرِ نظر ایڈیشن کے صفحہ ۳ اور صفحہ ۱۳ پر حاشیے بھی چڑھا دیئے گئے ہیں مگر اس حاشیہ نگاری کے باوجود بھی بات جہاں پر تھی وہیں پر رہ گئی اور نانوتوی صاحب کے داغدار دامن کی صفائی نہ ہو سکی۔ بالکل واضح اور ظاہر المراد عبارتوں پر حاشیہ چڑھانا بتا رہا ہے کہ ان حواشی کا منشاء حقائق پر پردہ ڈالنا ہے۔ اچھا آیئے! ان حاشیہ آرائیوں کا بھی جائزہ لیتے چلیے:

پہلے ''تحذیر الناس'' (صفحہ ۳۔۴) کی وہ عبارت نظر کے سامنے رکھ لیجیے جس کو میں نقل کر چکا ہوں

پہلا حاشیہ:

اوّل معنی ''خاتم النبیین''.....الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔ ''یعنی آیت کریمہ میں جو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین، فرمایا گیا ہے۔ اوّل اس کے معنی سمجھنے چاہئیں''۔ (حاشیہ نمبر: ۲، صفحہ: ۳)

دوسرا حاشیہ:

''سو عوام کے خیال''.....الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔ ''یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقط اس معنی پر ''خاتم النبیین'' ہیں کہ آپ ﷺ سب سے آخری ہیں۔ یعنی یہ عوام کا خیال ہے، جس میں حضور ﷺ کی فضیلت کما حقہ کا اظہار نہیں ہوتا ہے''۔ (حاشیہ نمبر: ۲، صفحہ: ۳)

تیسرا حاشیہ:

''مگر اہل فہم پر روشن''.....الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے:

''عوام کے اس خیال کے مطابق یعنی محض تقدم و تاخر زمانی سے آنحضرت ﷺ کے لیے بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے حالانکہ منطوق قرآن بیانِ فضیلت کامل کے لیے ہے۔ لہٰذا ''خاتم النبیین'' کے ایسے معنی لینے چاہئیں کہ جس سے پورے طور پر کامل و اکمل فضیلت محمدی ثابت ہو۔ (حاشیہ نمبر: ۳، صفحہ: ۳)

چوتھا حاشیہ:

صفحہ: ۱۳ پر ہے اور وہ یہ ہے:

''یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آئے گا کیونکہ فخر عالم ﷺ خاتم فقط اس معنی پر نہیں کہ آپ سب سے پچھلے زمانہ کے نبی ہیں۔ (جیسا عوام کا خیال ہے) بلکہ جیسے آپ ﷺ خاتم زمانی ہیں ویسے ہی آپ ﷺ خاتم ذاتی اور خاتم رتبی نبی تھے یعنی جس قدر کمالات اور مراتب نبوت ہیں وہ سب آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر ختم ہیں زمانۂ نبوت بھی آپ ﷺ پر ختم ہے.....(جاری ہے)

سلطان الاولیاء، محبوبِ الٰہی

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نور اللہ مرقدہٗ

● حضرت خواجہ حسن نظامی علیہ الرحمہ ●

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا جن کے دادا سید علی، چنگیزی حملوں کے زمانے میں بخارا سے غزنی میں آئے اور لاہور سے یوپی کے شہر بدایوں میں جا کر مقیم ہوئے اور اسی جگہ حضرت خواجہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، جو بعد میں خواجہ سید نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

یہ سولہ برس کی عمر میں اپنی تعلیم پوری کر کے دہلی میں آئے اور دہلی میں سلطان غیاث الدین بلبن کے دربار کے سب سے بڑے محدث مولانا شمس الملک سے علوم وفنون کی تکمیل کی۔ پھر پاک پٹن میں جا کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور ان سے دہلی کی خلافت حاصل کی۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں بدایوں سے آئے تو سولہ برس کی عمر تھی اور جب وفات پائی تو ۹۰ برس کی عمر تھی، انہوں نے سات بادشاہوں کی حکومت دیکھی۔

(۱) غیاث الدین بلبن (۲) معزز الدین کیقباد (۳) جلال الدین خلجی (۴) علاؤ الدین (۵) قطب الدین (۶) غیاث الدین تغلق (۷) محمد تغلق

ان سات بادشاہوں میں پانچ بادشاہوں نے ان کے چشتیہ مشن کی تعلیم قبول کی مگر دو بادشاہوں نے قبول نہیں کی۔ ایک قطب الدین خلجی نے دوسرے غیاث الدین تغلق نے۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ نے اپنے سینکڑوں خلیفہ بنا کر تمام ہندوستان میں بھیج دیئے اور صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ بنگال سے آسام اور آسام سے چین تک ان کے خلیفہ پہنچ گئے۔ جب ابن بطوطہ چین کی سیاحت کے لیے گیا تو ان مشائخ نے چشتیہ خاندان کے بہت سے مشائخ وہاں دیکھے تھے۔ حضرت محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ نے گجرات، مالودہ، دکن اور مدراس کے علاقوں میں بھی اپنے پانچ سو خلیفہ بھیجے تھے۔ چشتیہ مشن کو تمام ہندوستان میں پھیلا دیا تھا اور دکن کہ ہمینہ سلطنت اور گجرات کی سلطنت کے سب بادشاہ چشتیہ خاندان کے مرید تھے۔ جن کے مشائخ کا بادشاہوں پر اتنا اثر تھا کہ وہی بادشاہوں کو نامزد کرتے تھے اور ان ہی کی ہدایت کے موافق بادشاہ حکومت چلاتے تھے

چنانچہ ہمینہ سلطنت کا پہلا بادشاہ حسن منی حضرت محبوبِ الٰہی کی دعا سے بادشاہ ہوا تھا اور اس نے گلبر گہ میں تخت نشین ہو کر پہلی نذر حضرت محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ کے خلیفہ مولانا برہان الدین غریب کی خدمت میں پیش کی تھی جو روایت آباد دکن میں رہتے تھے اور خاندان کے جتنے بادشاہ ہوئے وہ حضرت محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت نصیر الدین کے مرید تھے حضرت نصیر الدین محمود چراغ رحمۃ اللہ علیہ کے مقرر کیے ہوئے تھے، خلیفہ حضرت سید محمود گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور حلقہ بگوش تھے۔ چشتیہ مشن کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے بہت ترقی ہوئی۔ جن کے ایک خلیفہ حضرت جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمہ ضلع حصار میں تھے اور ایک خلیفہ حضرت علاؤ الدین صابر رحمۃ اللہ علیہ کلیر ضلع سارن پور میں تھے اور ایک خلیفہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ دہلی میں تھے اور ان تینوں سے چشتیہ جمالیہ، چشتیہ نظامیہ اور چشتیہ صابریہ سلسلے جاری ہوئے تھے اور ان سلسلوں کے سینکڑوں درویش ہندوستان کے سب صوبوں شہروں، قصبوں اور دیہات میں جگہ جگہ پھیل گئے تھے اور جواب تک موجود ہیں حضرت محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ کے ہزاروں خلیفہ تھے مگر دو خلیفہ بہت مشہور تھے: ایک بنگال میں حضرت اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے دہلی میں حضرت نصیر الدین محمود چراغ رحمۃ اللہ علیہ دہلی۔ بنگال کی سب حکومتوں کے بادشاہ حضرت اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے یعنی چشتیہ نظامیہ سراجیہ سلسلہ انہوں نے قبول کیا تھا اور چین میں سراجیہ سلسلہ پہنچا ہوا تھا اور دہلی میں حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ سے سلطان محمد تغلق اور سلطان فیروز شاہ تغلق نے بیعت کی تھی اور بعد کے سب بادشاہ بھی چشتیہ نظامیہ نصیریہ سلسلے میں بیعت تھے۔

لودھی خاندان کا بانی بہلول لودھی بھی حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں مرید تھے اور اس کی قبر بھی حضرت کے مزار کے قریب بنائی گئی ہے اور سکندر لودھی اور ابراہیم لودھی بھی چشتیہ نظامیہ خاندان کے مرید تھے۔

بابر اور ہمایوں ہندوستان میں آئے تو ان دونوں نے بھی چشتیہ خاندان کو قبول کیا اور شیر شاہ افغان نے ہمایوں کو ہندوستان سے نکال کر جب دوبارہ افغان حکومت قائم کی تو وہ اور اس کا بیٹا سلیم شاہ بھی چشتیہ خاندان کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

اور جب ہمایوں نے دوبارہ ہندوستان پر قبضہ کیا تو اس کے بیٹے جلال الدین اکبر نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ایک بزرگ حضرت شیخ سلیم چشتی سے بیعت کی۔ اپنی رانی کے ساتھ آگرہ سے اجمیر تک دو دفعہ پیدل گیا اور اولاد کی دعا مانگی اور جب اس کی رانی حاملہ ہوئی تو اس نے اپنے پیر حضرت شیخ سلیم چشتی کے گھر میں رانی کو بھیج دیا اور اسی گھر میں اکبر کا ولی عہد اور جانشین نور الدین جہانگیر پیدا ہوا اور اس کا نام حضرت شیخ سلیم چشتی کے نام کی برکت حاصل کرنے کے لیے اپنے ولی عہد جہانگیر کو ''شیخو جی'' کہا کرتا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(بقیہ صفحہ نمبر: 31)

خطاباتِ فخر المشائخ

قسط: ۱

توحیدِ باری تعالیٰ

فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کی وہ تقریر جو انہوں نے یکم محرم الحرام کو جامع مسجد امیر حمزہ (ٹرسٹ) ناظم آباد نمبر ۱ میں کی۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ الطیبین الطاہرین وعلی اصحابہ المکرمین المعظمین۔

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ(۱) اَللّٰهُ الصَّمَدُ(۲)

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ(۳) وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ(۴)

ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور کوئی اس کے برابر نہیں۔

آج ہماری تقریر کا عنوان ہے توحیدِ باری تعالیٰ، یہ بڑا اہم موضوع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا یہی عقیدۂ توحید ہے۔ آج کے اس پُرفتن دور میں بہت سے لوگ ایسے پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے وجود ہی کو نہیں مانتے انہیں دہریہ (ملحدین) کہا جاتا ہے۔ اس زمانے میں الحاد بڑھ رہا ہے خصوصاً کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایسے اساتذہ موجود ہیں جو طلبہ اور طالبات کو الحاد کی طرف لے جا رہے ہیں اور غلط قسم کے سوالات پیدا کر کے ان کے ذہنوں کو منتشر کر رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت ہے کہ ایسے پروفیسرز اور لیکچرار حضرات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان کو اس عمل سے روکا جائے۔ بہت سی یونیورسٹیوں میں تو جب ایسے پروفیسرز کے متعلق معلومات ہوئیں کہ وہ طلبہ و طالبات کے ذہنوں کو خراب کر رہے ہیں تو ان کے خلاف احتجاج کیا گیا اور انہیں فارغ کر دیا گیا لیکن اس کے باوجود اب بھی بہت سے ایسے پروفیسر حضرات موجود ہیں جو اپنے تلامذہ کو الحاد کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ عقیدۂ توحید کو صحیح انداز میں پیش کیا جائے اور وجودِ باری تعالیٰ پر جو مستند دلائل ہیں انہیں عوام و خواص اور خصوصاً کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ اس گمراہی سے بچیں اور اپنے عقیدے اور ایمان کو محفوظ رکھ

سکیں۔اسی لیے ہم نے آج اس سورت مبارکہ کو اپنا عنوانِ سخن بنایا کہ جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنی توحید کو بیان کیا ہے۔ آیئے ہم پہلے اس کا ترجمہ بیان کریں گے، پھر شانِ نزول اور پھر اس کے متعلق ضروری گزارشات پیش کریں گے۔وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ارشادِ ربانی ہوا''قل ھو اللہ احد''''اے محبوب ﷺ آپ فرمادیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔اس آیت کی ابتداء میں لفظ احد استعمال کیا گیا جس کے معنی ایک۔ جب کہ واحد کے معنی بھی ایک ۔ یہاں پر واحد بھی استعمال کیا جاسکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے لفظِ احد استعمال کیا۔علماء نے لکھا احد اس ایک کو کہتے ہیں جس کا دوسرا نہ ہو اور حقیقت میں اللہ تبارک وتعالیٰ احد ہے کہ اس کا کوئی دوسرا نہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے خود نہیں فرمایا بلکہ اپنے محبوب ﷺ کی زبانِ حق ترجمان سے کہلوایا''اے محبوب آپ فرمادیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے''یعنی خالقِ کائنات یہ بتانا چاہتا ہے کہ اے محبوب ﷺ میری توحید آپ بیان کریں اور آپ کی رسالت میں بیان کروں گا۔

یہیں سے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنا یہ نبی پاک ﷺ کی سنت ہے اور حضور ﷺ کی رسالت کا بیان کرنا یہ خالقِ کائنات کی سنت ہے۔ پھر فرمایا''اللہ الصمد''''اللہ بے نیاز ہے۔صمد کے معنی سب کا آقا، سب کا سردار۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں''کہ جس کے دربار کا قصد کیا جائے اور طوفان ومصائب میں جس کی جناب میں فریاد کی جائے وہ صمد ہے''اور حقیقتِ حال یہی ہے کہ جب انسان مصائب و مشکلات کے طوفان میں گھر جاتا ہے تو اسی کو پکارتا ہے اور وہی اسے ان مصائب و آلام سے نکالتا ہے یعنی اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں اور نہ کسی چیز کی حاجت ہے۔ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے، یہ زمین یہ آسمان، یہ چرند یہ پرند اور کائنات میں جتنی چیزیں ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی معرفت کا یقین دلا رہی ہیں۔ اسے ان چیزوں میں سے کسی کی ضرورت نہیں بلکہ یہ تمام چیزیں اس نے انسان کے لیے پیدا کی ہیں۔ زمین کا فرش انسان کے لیے، آسمان کا شامیانہ انسان کے لیے، چاند اور سورج کو روشن کیا انسان کے لیے، آبشاروں کے نغمے انسانوں کے لیے، پھولوں کی مہک اور موتی کی چمک یہ سب انسان کے لیے۔ اُس کو ان چیزوں میں سے کسی کی ضرورت نہیں وہ ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہے۔ جب زمین نہیں تھی جب بھی وہ تھا اور جب نہیں ہوگی تب بھی وہ ہوگا، جب آسمان نہیں تھا جب بھی وہ تھا اور جب نہیں ہوگا تب بھی وہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس پوری کائنات اور اس میں موجود اشیاء میں سے کسی کی حاجت نہیں یہ تمام چیزیں صرف اس نے انسان کے لیے پیدا کی ہیں ورنہ اُسے ان چیزوں میں سے کسی کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر اگلی آیت میں فرمایا لم یلد نہ اس نے کسی کو جنا''ولم یولد''اور نہ وہ جنا گیا۔یعنی اس کو کسی نے تخلیق نہیں کیا یہ جملہ اس لیے کہا گیا کہ مشرکین یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تو ظاہر ہے کہ

جب کوئی اولاد والا ہوگا تو یقیناً وہ بھی کسی کی اولاد ہوگا تو اگر یہ مانا جائے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں یعنی وہ صاحبِ اولاد ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ بھی کسی کی اولاد ہے (معاذ اللہ) اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل نظریے کو ختم کرنے کے لیے یہ فرمایا کہ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اس آیت نے ان کے اس عقیدے کو باطل قرار دے دیا اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے بُت بناتے تھے اور پھر ان کے سامنے جھک جاتے تھے اس لیے واضح طور پر ان کو بتایا جارہا ہے کہ جو اصل خالق و مالک ہے اس کی شان یہ ہے کہ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا یعنی اس کو کسی نے بنایا نہیں تم جو یہ بُت بنا رہے ہو اور بنانے کے بعد خدا کہہ رہے ہو یہ نظریہ بالکل باطل ہے کیونکہ خدا کی شان یہ نہیں کہ اسے کوئی بنائے یا تخلیق کرے بلکہ وہ کائنات کو تخلیق کیا ہے اور کائنات کا خالق و مالک ہے۔ پھر آگے فرمایا ''ولم یکن له کفوا احد'' اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ کفو کہتے ہیں ہمسر کو جو قدرت، علم حکمت اور دیگر صفات میں ہم پلہ اور ہم پایہ ہو۔ اس کائنات میں کوئی ایسا نہیں جو کسی پہلو، کسی جہت اور کسی انداز سے اللہ تعالیٰ کی ہمسری کا دعویٰ کر سکے سب اس کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں وہ واحد ہے، وہ احد ہے، وہ یکتا ہے، وہ اکیلا ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ وہ شروع سے ہے آخر تک رہے گا، وہ ازل سے ہے ابد تک رہے گا، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اب آیئے اس کے شانِ نزول کے متعلق دیکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارکہ کو کس وجہ سے نازل کیا۔ کیونکہ قرآنِ کریم میں جتنی سورتیں اور جتنی آیات ہیں ان سب کا ایک شانِ نزول ہے۔ یعنی ان کا نزول بغیر کسی وجہ کے نہیں ہوا بلکہ جیسے جیسے معاملات پیش آتے رہے اسی کے مطابق آیاتِ ربانی نازل ہوتی رہیں۔ قرآنِ کریم میں کچھ سورتیں مکی ہیں اور کچھ مدنی اس سورۂ مبارکہ کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ سورۂ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی اور بعض کے نزدیک مدینے میں۔

شانِ نزول:

اس سورۂ مبارکہ کے شانِ نزول کے متعلق کئی روایتیں ہیں جن میں سے تین مستند روایتیں ہم آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں:

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ الْمُشْرِكِينَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُحَمَّدُ انْسُبْ لَنَا رَبَّكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ.

(مسند احمد، کتاب مسند الانصار، حدیث ابی العالیہ الریاحی عن ابی بن کعب حدیث ۲۱۲۱۹)

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین کا ایک گروہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ: اے محمد ﷺ! اپنے رب کا نسب نامہ تو ہمیں بتایئے''......... (جاری ہے)

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: امام سجدہ سہو کے بعد تشہد میں بیٹھا تھا، اس وقت کوئی شخص جماعت میں شامل ہوا، تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں، جب کہ چھوٹی ہوئی رکعتیں ادا کرتے ہوئے خود اس سے سہو واقع نہیں ہوا؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں سجدہ سہو کے بعد تشہد میں بیٹھے ہوئے امام کی جس شخص نے اقتدا کی، تو امام کے سہو کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو کرنا لازم نہیں ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ خود اس مقتدی سے تو کوئی بھول واقع نہیں ہوئی اور امام کی پیروی کی رُو سے بھی سجدہ سہو لازم نہیں ہوا کہ اس نے امام کو دونوں سجدوں میں نہیں پایا اور امام کی پیروی اسی چیز میں لازم ہوتی ہے، جس میں اسے پالیا جائے، یہی وجہ ہے کہ امام کے سہو کا دوسرا سجدہ کرتے وقت جو شخص اقتدا میں شامل ہو، اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ دوسرا سجدہ تو ادا کرے گا، مگر پہلے سجدے کی قضا اس کے ذمے لازم نہیں ہے۔

بہار شریعت میں سجدہ سہو کے بیان میں ہے: ”امام کے ایک سجدہ کرنے کے بعد شریک ہوا، تو دوسرا سجدہ امام کے ساتھ کرے اور پہلے کی قضا نہیں اور اگر دونوں سجدوں کے بعد شریک ہوا، تو امام کے سہو کا اس کے ذمہ کوئی سجدہ نہیں“۔

(بہار شریعت، ج:1، ص:716، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: کیا اولاد اپنے والدین کی طرف سے قضا نمازیں پڑھ سکتی ہے یا قضا روزے رکھ سکتی ہے؟

جواب: نماز و روزہ عبادت بدنیہ ہے اور عبادت بدنیہ میں نیابت نہیں ہوسکتی، لہٰذا اگر میت کے ذمے قضا روزے یا قضا نمازیں ہوں تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص اس کی قضا نمازیں اور روزے ادا نہیں کرسکتا اور اگر کوئی ادا کرے تو اس کی وجہ سے میت سے وہ فرض نہیں اترے گا۔ ہاں! ان کا فدیہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ ہر نماز اور ہر روزے کا فدیہ، ایک صدقہ فطر کی مقدار برابر ہے کہ اتنی مقدار کسی فقیر شرعی کو میت کی نماز یا اس کے روزے کی طرف سے دے دی جائے تو اس سے ایک نماز یا ایک روزے کا فدیہ ادا ہوجائے گا، اب جتنے روزوں اور جتنی نمازوں کا فدیہ ادا کرنا چاہتے ہیں، اتنے صدقہ فطر کی مقدار برابر رقم شرعی فقیر کو ادا کردیں گے تو ان سب کا فدیہ ادا ہوجائے گا۔

اگر میت نے وصیت کی ہے اور مال چھوڑا ہے تو اس کے مال کے تہائی حصے سے فدیہ ادا کیا جائے، اگر تہائی حصہ کم ہو اور فدیہ کی رقم زیادہ بنتی ہو تو پھر فقیر شرعی مالک بننے کے بعد اپنی مرضی سے وارث کو گفٹ کر دے اور پھر وارث، اس رقم پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو میت کے فدیہ میں دے دے، یونہی لوٹ پھیر کرتے رہیں، یہاں تک کہ فدیہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت نہیں کی یا وصیت تو کی لیکن مال نہیں چھوڑا تو وارث اپنے مال سے فدیہ ادا کر سکتا ہے، اگر مال کم ہو تو اوپر مذکور طریقے کے مطابق لوٹ پھیر کر کے فدیہ مکمل کر لیا جائے اور اگر وارث کے پاس مال نہ ہو تو وہ کچھ رقم قرض لے کر بھی فدیہ ادا کر سکتا ہے اور رقم کم ہو تو اوپر مذکور طریقے کے مطابق لوٹ پھیر کر سکتا ہے

بہار شریعت میں صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''میت نے ولی کو اپنے بدلے نماز پڑھنے کی وصیّت کی اور ولی نے پڑھ بھی لی تو یہ ناکافی ہے''۔

(بہار شریعت، ج:1، حصہ:4، ص:707، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: امام نے مغرب کی نماز پڑھاتے ہوئے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ فیل کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد بھول کر سورۃ تکاثر پڑھنا شروع کر دی، ابھی ایک ہی آیت پڑھی تھی کہ ایک مقتدی نے لقمہ دے دیا امام نے اس کا لقمہ لیا اور سورۃ تکاثر کو چھوڑ کر ترتیب قائم کرنے کے لیے سورۂ قریش پڑھ دی اور آخر میں سجدہ سہو کر دیا۔ نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں امام اور سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی ہے، اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔

تفصیل یہ ہے: قرآن پاک کو ترتیب کے ساتھ پڑھنا واجب ہے، جان بوجھ کر خلافِ ترتیب پڑھنا گناہ ہے لیکن جب امام خلافِ ترتیب کوئی سورت شروع کر دے، تو حکم شرعی یہ ہے کہ جس سورت کو شروع کیا اسے ہی پڑھے، اس کو چھوڑ کر ترتیب قائم رکھنے کے لیے دوسری سورت پڑھنے کی اجازت نہیں، اس وجہ سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا اور نہ ہی سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے، خواہ قصداً ایسا ہوا ہو یا بھول کر کیونکہ سجدہ سہو نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو بھول کر چھوڑنے کے سبب لازم ہوتا ہے، جب کہ سورتوں میں ترتیب قائم کرنا نماز کے واجبات سے نہیں ہے، بلکہ قرأت کے واجبات میں سے ہے، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں امام نے جب سورۃ تکاثر شروع کر دی تو حکم شرع کے مطابق اسی کو پڑھنا ضروری تھا، لہٰذا مقتدی کا ایسے موقع پر لقمہ دینا بے محل اور بے فائدہ تھا، جس کے سبب اس کی نماز فاسد ہو گئی اور امام نے ایسے شخص کا لقمہ لیا جو نماز سے باہر ہو گیا تھا، تو لقمہ قبول کرتے ہی امام کی اور امام کے ساتھ ساتھ تمام مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو گئی۔

فتاوی رضویہ میں ہے: ''زبان سے سہواً جس سورت کا ایک کلمہ نکل گیا اسی کا پڑھنا لازم ہو گیا، مقدم ہو خواہ مکرر، ہاں قصداً تبدیل ترتیب گناہ ہے اگرچہ نماز جب بھی ہو جائے گی''۔

(فتاوی رضویہ، ج:6، ص:350، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صورت مسئولہ سے ملتا ہوا ایک سوال ''فتاوی فقیہ ملت'' میں ہے کہ: ''زید نے پہلی رکعت میں تَبَّتْ یَدَا اور دوسری میں اِذَا جَآءَ پڑھی تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر اس نے قصداً خلاف ترتیب پڑھا تو کیا حکم ہے اور سہواً پڑھا تو کیا حکم ہے؟ اور اگر کسی نے لقمہ دیدیا تو لقمہ دینا اور لینا کیسا ہے؟

اس کے جواب میں مذکور ہے:

''صورتِ مسئولہ میں زید کی نماز ہوگئی، البتہ اگر اس نے بے ترتیبی سے سہواً پڑھا تو کچھ حرج نہیں اور قصداً پڑھا تو گنہگار ہوا اور خلافِ ترتیب پڑھنے کے بعد اگر کسی نے لقمہ دے دیا تو اس کا لقمہ دینا اور امام کا اسے قبول کرنا جائز نہیں کہ امام کو اوپر والی سورت شروع کرنے کے بعد اسی کو پورا کرنے کا حکم ہے اسے چھوڑ کر بعد والی سورت پڑھنے کی اجازت نہیں۔ ایسی صورت میں لقمہ دینے والے کی نماز بے جا لقمہ دینے کے سبب فاسد ہوگئی اور اگر امام نے ایسا لقمہ لے لیا تو امام کی اور اس کے ساتھ سب کی نماز خراب ہوگئی''۔

(فتاوی فقیہ ملت، ج:1، ص165، شبیر برادرز)

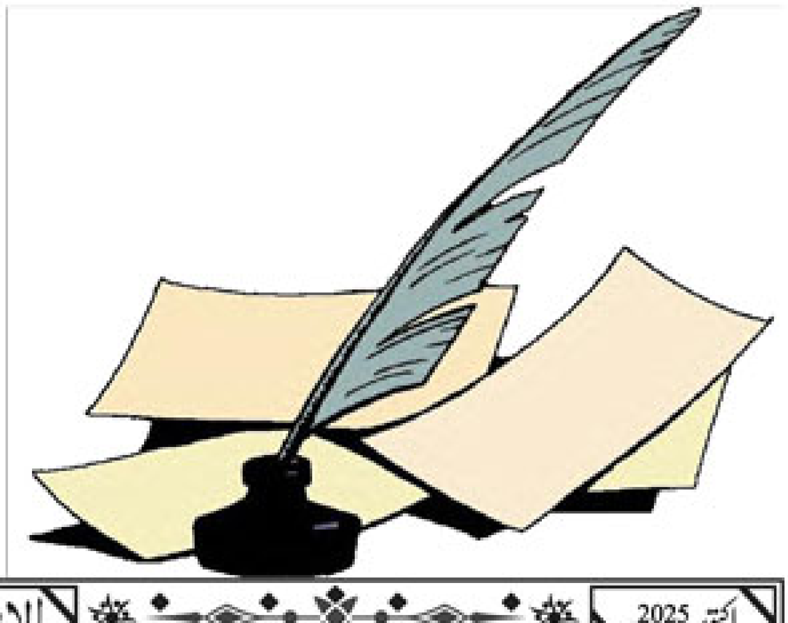

بقیہ ''حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نور اللہ مرقدہٗ''

جہانگیر بھی آخر عمر تک چشتیہ خاندان کا حلقہ بگوش رہا۔ جہانگیر کا بیٹا شہاب الدین شاہ جہاں بھی چشتیہ نظامیہ خاندان میں مرید ہوا اور اس کی بیٹی جہاں آراء بیگم اور اس کا بڑا بیٹا دارالشکوہ بہت زیادہ چشتیہ خاندان کے گرویدہ تھے۔ شاہ جہاں کی بیٹی جہاں آراء کی قبر درگاہ حضرت محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ میں ہے۔ شاہ جہاں کا بیٹا محی الدین عالمگیر اورنگزیب درویشوں کا کچھ زیادہ معتقد نہیں تھا لیکن عمر کے آخری حصے میں وہ بھی چشتیہ نظامیہ خاندان میں مرید ہوا اور اس کی قبر بھی قلعہ آباد اورنگ آباد میں اس کے پیر کے مزار کے قریب بنائی گئی۔

اورنگ زیب کی اولاد میں جتنے بادشاہ ہوئے وہ سب کے سب چشتیہ نظامیہ خاندان کے مرید تھے چنانچہ محمد شاہ بادشاہ نے اپنی قبر بھی حضرت محبوبِ الٰہی علیہ الرحمہ کے مزار کے پاس بنوائی۔

محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے مزار پر سب سے پہلے امیر تیمور نے گنبد بنوایا پھر اکبر نے کچھ تعمیر کرائی پھر شاہ جہاں نے تعمیر کرائی پھر اورنگ زیب کے مزار کے سرہانے مجلس خانہ بنوایا پھر محمد شاہ نے تمام درگاہ میں سنگ مرمر کا فرش لگوایا۔ مغل خاندان کے آخری شہنشاہ سراج الدین بہادر شاہ بھی چشتیہ نظامیہ سلسلے کے مرید تھے۔

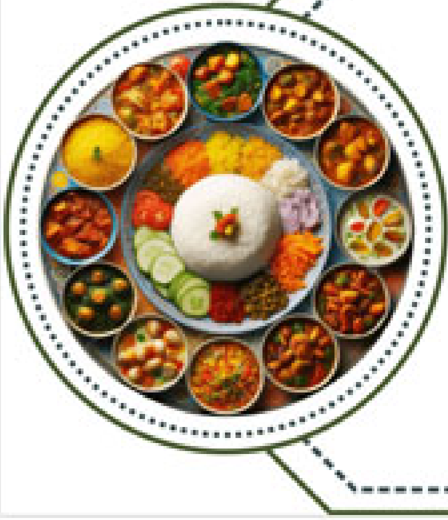

فقراء کی ضیافت

حجۃ الاسلام حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مہمان پر ایسا تشدد نہ کرو کہ اس سے بغض کرو، اس لیے کہ جس نے مہمان سے نفرت کی اس نے اللہ سے نفرت کی، جس نے اللہ تعالیٰ سے نفرت کی اللہ تعالیٰ نے اس سے نفرت کی“۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اُس میں کچھ بھلائی نہیں جو مہمان نوازی نہ کرے“۔

آپ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے، اس کے پاس چند بکریاں تھیں، اس نے آپ ﷺ کی خاطر اسے ذبح کیا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”ان (مرد عورت) کی طرف دیکھو، یہ اخلاق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے اچھا اخلاق عطا کرتا ہے“۔

جنابِ رسول کریم رؤوف ورحیم ﷺ کے آزاد کردہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فلاں یہودی سے کہو کہ میرا مہمان آیا ہے، مجھے رجب تک کچھ آٹا اُدھار دے دو“۔ یہودی نے کہا: ”اللہ کی قسم! میں گروی رکھے بغیر آٹا ادھار نہیں دوں گا“ میں نے حضور اقدس ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں آسمان میں امین ہوں، زمین میں امین ہوں، اگر وہ مجھے دیتا تو میں اُسے ضرور ادا کرتا، اب میری زرہ لے جاؤ اور اس کے پاس گروی رکھ دو“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ تھا کہ جب وہ کھانا کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے ساتھ کھانے والا تلاش کرنے کے لیے گاہے گاہے ایک ایک دو دو میل چلتے۔ ان کو لوگ ابو الضیفان ”مہمان نواز“ کہا کرتے۔

یہ ان کی خلوص نیت تھی کہ آج تک ان کے مشہد (مکہ) میں ضیافت جاری ہے، ان کے پاس ہر رات تین سے دس تک مہمان ہوتے، بلکہ سو سو مہمان بھی ہو جاتے۔ یہاں کے نگران کہتے ہیں کہ مہمان سے ایک رات بھی کبھی خالی نہیں رہی۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: ”ایمان کیا ہے؟ فرمایا ”کھانا کھلانا اور رات کو (تہجد کے وقت) نماز پڑھنا“۔

حضور اکرم ﷺ نے گناہوں کے کفارات اور بلندیٔ درجات کے لیے یہ طریقہ بتایا۔ کھانا کھلانا، رات کو تہجد کے وقت نماز

پڑھنا، جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔

حج مبرور کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھانا کھلانا اور خوش کلامی''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''جس گھر مہمان نہیں آتے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے''۔

الغرض ضیافت اور کھانا کھلانے کے بارے میں بے شمار روایات ہیں۔ ایک شاعر کا قول ہے۔

لِمَ لَا أُحِبُّ الضَّيفَ أَو
أَرْتَاحُ مِن طَرَبٍ إِلَيهِ

میں مہمان سے کیوں محبت نہ کروں؟
اس کے پاس خوشی و مسرت کیوں نہ پاؤں

والضَّيفُ يَأْكُلُ رِزْقَهُ
عِندِي وَيَشكُرُنِي عَلَيهِ

حال یہ ہے کہ مہمان میرے پاس اپنی ہی روزی کھاتا ہے
اور اس پر بھی میرا شکرگزار ہوتا ہے

حکماء کا فرمان ہے: ''احسان تب مکمل ہوتا ہے کہ مسرور چہرے کے ساتھ ہو، خوش کلامی سے ہو، ملاقات میں نوازش ٹپکتی ہو''۔

ایک شاعر کا قول ہے۔

اضَاحِكُ ضَيفِي قَبلَ اِنزَالِهِ وَحُلَهُ
و تخصبُ عِندِي وَالمَحَل جَدِيب

میں اپنے مہمان کا کجاوہ اتارنے سے پہلے اسے ہنساتا ہوں
وہ میرے پاس شاداب ہوتا ہے، حالانکہ یہاں قحط ہوتا ہے

وَمَا الخَصبُ لِلاَضيَافِ فِي كَثرَةِ القُوى
ولكنما وَجهُ الكَرِيمِ خَصِيبُ

اور بستیوں کی کثرت میں مہمانوں کے لیے شادابی نہیں ہوتی
بلکہ سخی کا چہرہ ہی شاداب ہوتا ہے

دعوت دینے والے کو چاہیے کہ وہ بدمعاشوں کی بجائے پرہیزگاروں ہی کی دعوت کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کھانا صرف نیک ہی کھائیں''۔

حضور جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''تو صرف پرہیزگار کا ہی کھائے اور تیرا کھانا صرف پرہیزگار ہی کھائے اور کھانا کھلانے میں اغیار کے بجائے خصوصی طور پر فقراء کو ہی بلائے''۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے، جس میں فقراء کی بجائے صرف مالداروں کو ہی بلایا جائے''۔

بہتر ہے کہ ضیافت میں رشتہ داروں کو بھی بلائے، اس لیے کہ انہیں یاد نہ رکھنا قطع بھی اور باہم وحشت برپا کرنا ہے۔ اسی طرح ترتیب وار دوستوں اور جاننے والوں کو بھی دعوت دے، اس لیے کہ بعض کو بلانا اور بعض کو چھوڑ دینا ان میں اجنبیت پیدا کرتا ہے۔ مزید برآں دعوت میں فخر و غرور کا دھیان نہ رکھے بلکہ نیت یہ ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع کر رہا ہوں اور بھائیوں بھائیوں میں مزید محبت پیدا کر رہا ہوں اس لیے کہ کھانا کھلا کر اور مسلمانوں کے دلوں میں مسرت پیدا کرنے کا ہی نتیجہ ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔(بقیہ صفحہ نمبر:43)

تاریخ

تاریخِ اسلام میں بچوں کا کردار

جناب سید آل احمد رضوی صاحب

بچپن کا زمانہ سیکھنے اور حاصل کرنے کا زمانہ ہوتا ہے لیکن تاریخ عالم خصوصاً ''تاریخِ اسلامی'' پر نظر ڈالیں تو ہمیں ایک ایک قدم پر بچوں کا ایسا کردار ملے گا جو ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ بچوں نے ایسی نشانیاں چھوڑیں جن کے نقوش مٹائے نہیں جا سکتے بلکہ ان سے ہر دَور اثر گیر رہے گا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بچپن کو لیجئے، باپ کے کہنے پر خدا کی راہ میں کیسے قربان ہونے جاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن کا مطالعہ کریں آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ جناب مریم سلام اللہ علیہا کی ذات پاک پر اعتراض کیا گیا گہوارے میں لیٹے ہوئے جناب عیسیٰ علیہ السلام نے جناب مریم سلام اللہ علیہا کی پاک دامنی کا اعلان کیا۔

رسول خدا سرور انبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کو دیکھیے۔ آپ علیہ السلام کے بچپن کا ہر ورق ہمارے لیے روشن اور تابناک مثال ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے بچپن کا وہ باب دیکھیے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قرابت داروں کو دعوتِ اسلام دی تو مجمع پر خاموشی طاری ہوگئی لیکن ایک ننھی سی آواز اُبھری۔ ''اگرچہ میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں، مجھے آشوبِ چشم ہے میری ٹانگیں کمزور ہیں تاہم میں آپ کا یار اور دوست بنوں گا''۔ یہ ننھی آواز جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی تھی۔ ابوجہل نے آپ کا مذاق اُڑایا لیکن دنیا نے دیکھا کہ جاں نثاری اور فداکاری کا یہ فقط دعوی نہ تھا اس پر عمل کی مہریں لگتی چلی گئیں۔ شعب ابی طالب کے مرحلہ سے گزرتے ہوئے آخر شب ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئی۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس امتحان میں بھی پورے اترے۔

پہلے معرکہ حق و باطل غزوۂ بدر کا مطالعہ کیجئے یہاں بھی بچوں کے چھوڑے ہوئے اَنمٹ نقوش ملیں گے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں دیگر مجاہدین اسلام کے ساتھ غزوۂ بدر میں عَلَم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے جمع ہوئے لیکن بے قراری کے عالم میں اِدھر اُدھر چھپتے پھرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھائی سے اس بے قراری کی وجہ پوچھی تو عرض کی: ''بھائی جان! میں

اس جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ شاید کہ خدا نصیب کرے لیکن خوف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے چھوٹا سمجھ کر واپس نہ فرمادیں‘‘ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جانثاروں کا معائنہ کیا تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو صغیر سنی کی بناء پر واپس فرمایا۔ جناب عمیر ارشادِ نبوت سن کر بے اختیار رو پڑے، ان کے اس بے اختیار رونے، جوشِ جہاد اور شوق شہادت دیکھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنگ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمادی اور خود اپنے دستِ مبارک سے ان کے تلوار باندھی۔ آپ خوشی خوشی لشکرِ کفار میں جا گھسے دیر تک شجاعانہ لڑتے رہے، آخر کار شہادت کی آرزو پوری ہوگئی۔

جنگِ بدر میں دو اور بچے معاذ اور معوذ بھی شامل تھے۔ جن کا جوش دیکھنے کے قابل تھا، ان کی ایک ہی آرزو تھی کہ وہ ابوجہل کا خاتمہ کردیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

صف بندی میں میرے دائیں اور بائیں دو بچے تھے میں نے دل میں کہا کہ: میرے برابر کوئی آزمودہ کار ہوتا تو خوب ہوتا۔ یہ دونوں بچے معاذ اور معوذ پسران عفرا تھے۔ ایک نے چپکے سے مجھے کہا: ’’چچا! آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟ جب ہمارے سامنے آئے تو مجھے بتایئے گا‘‘۔ دوسرے نے بھی یہی بات آہستہ سے کہی۔

میں نے کہا: ’’تم کیا کروگے اگر اسے دیکھ لوگے تو؟‘‘

دونوں نے کہا کہ: ’’ہم نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا ہے، ہم نے عہد کیا ہے کہ اسے ضرور قتل کریں گے یا اپنی جان دے دیں گے‘‘۔

اتنے میں ابوجہل لشکر کے سامنے آیا، میں نے دونوں لڑکوں سے کہا: ’’دیکھو! ابوجہل وہ ہے‘‘۔

یہ سنتے ہی وہ دونوں بجلی کی طرح اس پر جا گرے دونوں نے اپنی تلواریں اس کے پیٹ میں گھونپ دیں ابوجہل تڑپنے لگا۔ تاریخ کے اوراق اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ بچوں نے تاریخ اسلام کا ایسا کردار پیش کیا کہ جس سے ہر دور میں فیض حاصل کیا جاتا رہے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ راتوں کو رعایا کا حال معلوم کرنے کے لیے گشت کیا کرتے تھے۔

حضرت ایک رات ایک مکان کے قریب سے گزرے جہاں سے آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ ان آوازوں کو سن کر آپ رُک گئے۔ پہلی آواز آئی: ’’ماں یہ گناہ ہے‘‘

دوسری آواز آئی: ’’تم مجھے نصیحت نہ کرو، اتنی سی بات سے کچھ فرق نہیں پڑتا‘‘

اس طرح ان دونوں کا رشتہ واضح ہوگیا۔ یہ ماں اور بیٹی کی آوازیں تھیں۔

بیٹی نے ماں کی بات سنی تو کہا کہ: ’’ماں! کسی چیز میں ملاوٹ کرنا جرم ہے، یہ گناہ ہے‘‘۔

’’تم اپنی زبان بند رکھو، کسی کو کیا پتا چلے گا کہ میں بکری کے دودھ میں پانی ملا رہی ہوں‘‘۔ ماں نے کہا۔

بیٹی کہتی ہے: ''ماں! خدا سے ڈرو اور باز آجاؤ، یہ برا کام ہے گناہ ہے تھوڑے سے منافع کے لیے تم دوسروں کو نقصان پہنچا رہی ہو، بکری کا یہ دودھ بچے بھی پییں گے، بوڑھے بھی''۔

''میں کہتی ہوں تم چپ رہو'' ماں نے ڈانٹ کر کہا۔

''ماں خدا کا نہیں تو خلیفہ المسلمین کا ہی حکم مانو۔ انہوں نے ایسے کاموں سے سختی سے روکا ہے، اگر خلیفہ کو پتا چل گیا تو!!!''

''خلیفہ کو کیسے پتا چلے گا، وہ نہ ہماری باتیں سن رہا ہے، نہ دیکھ رہا ہے''۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بیٹی نے کہا:

''ماں خلیفہ نہ دیکھ رہے ہوں تو خدا تو دیکھ رہا ہے، وہ سب کچھ سن رہا ہے، اس کے عذاب سے کیسے بچ سکوگی''۔

ماں نے بیٹی کی بات سنی تو خوف اور ندامت سے کہا:

''بیٹی! تم نے مجھے ایک بڑے گناہ سے بچالیا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بچی سے بے حد متاثر ہوئے اور ایک دن یہی بچی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہو بنی۔ یہ تھا وہ کردار جو آج بھی بڑوں کے لیے، بچوں اور بوڑھوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

واقعہ کربلا کو لیجئے یہاں کا ایک ایک باب بچوں کی پیش کردہ قربانیوں سے بھرا پڑا ہے۔ شب عاشور اُم فروہ اپنے فرزند شہزادۂ قاسم کو بنا سنوار کر کہہ رہی تھیں: ''بیٹا قاسم! میرے دل میں جو ارمان تھے وہ سب ختم ہو گئے، اب صرف ایک ارمان ہے کہ اپنی جان اپنے چچا حسین پر قربان کر کے مجھے علی وفاطمہ کے سامنے سرخرو کردو''۔

جناب قاسم نے نہایت ہی حوصلے سے جواب دیتے ہوئے کہا ''ماں! اطمینان رکھو! بابا حسین نے تو مجھے بچوں کی طرح پالا ہے، یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں ان پر اپنی جان قربان نہ کروں، ہاں کل آپ دیکھ لیں گی کہ کس طرح آپ کا بیٹا اپنے چچا کے قدموں میں اپنی جان قربان کرتا ہے''۔

ایک اور خیمے سے عون و محمد کی آواز بلند ہوتی ہے، وہ اپنی مادر گرامی جناب زینب رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے: ''آپ نہ گھبرائیں صبح ہونے دیں، آپ دیکھیں گی کہ علی کے نواسے جعفر طیار کے پوتے کس دلیری و جرأت سے داد شجاعت دیتے ہوئے اپنے ماموں حسین کے قدموں پر اپنی جان قربان کرتے ہیں''۔

یوم عاشور بچوں نے اپنی اپنی ماؤں سے کیے گئے عہد کو خوب نبھایا، اپنے نازک جسموں پر ہتھیار سجائے اور خدا کے دین کی سربلندی کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ اے کربلا کے بچو! تمہارے حوصلے اور کارنامے رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ یہ تمہارا ہی جگر تھا کہ تیروں کی بارش اور تلواروں کی یلغاروں میں ثابت قدم رہے اور خوشی خوشی دین محمد ﷺ کی پاسبانی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہ

حضرت علامہ مظہر علی خان مدنی اشرفی لکھنوی علیہ الرحمہ

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

حضرت علامہ مظہر علی خان مدنی اشرفی لکھنوی علیہ الرحمہ ہندوستان کے شہر لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام قاری حافظ احمد علی خان علیہ الرحمہ، دادا حضرت مولانا اصطفٰی علی خان تھا، جو لکھنؤ کی عملی شخصیات میں شمار ہوتے تھے اور مدرسہ فرقانیہ کے مہتمم تھے۔

ذریعہ معاش:

لکھنؤ میں آپ کا ذریعہ معاش عطر بنانا اور فروخت کرنا تھا۔

اصطفاء منزل کا قیام:

ترکوں کے دور میں جب مولانا اصطفٰی علی خان حج بیت اللہ کے لیے حجازِ مقدس حاضر ہوئے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو یہاں دورانِ قیام آپ نے ایک عمارت خرید کر زائرین مدینہ کے لیے وقف کر دی۔ اس کا نام "اصطفاء منزل" تھا۔

دورِ شاہ فہد تک (جب مسجدِ نبوی شریف کی توسیع ہوئی تو) یہ عمارت قائم تھی۔ بابِ مجیدی کے بالکل سامنے یہ عمارت جو غالباً! تین منزلہ تھی قائم رہی، بعد ازاں توسیع مسجد میں شامل کر دی گئی۔ یہاں زائرین بلا معاوضہ قیام کرتے۔

1980ء میں پہلی مرتبہ راقم (حکیم سید اشرف) کو والد محترم حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ حاضریٔ مدینہ منورہ کے موقع پر اصطفاء منزل میں قیام ہوا ایک ہفتہ قیام کے دوران مولانا مظہر علی خان علیہ الرحمہ سے تعارف ہوا۔ آپ ہفتہ میں دو مرتبہ بعد نمازِ عشاء یا کسی مقررہ وقت پر اپنے کمرے (ہال کمرہ) میں بیان فرماتے اس منزل میں مقیم زائرین آپ کا خطاب بڑے ذوق سے سماعت کرتے۔

اندازِ خطابت:

آپ کا اندازِ خطابت بہت منفرد اور ناصحانہ ہوتا۔ یہ پُراثر تقریر لوگوں کے دلوں میں اُتر جاتی متقدمین کے اشعار سے تقریر کو چار چاند لگ جاتے۔ آپ کو فارسی اور اردو اشعار زبانی یاد تھے برموقع آپ ان اشعار کا استعمال کرتے۔ آپ کی آواز میں رعب اور گھن گرج تھی، آپ کی کئی تقاریر راقم کے پاس آڈیو کیسٹ میں محفوظ ہیں۔ آپ صوبہ بہار کے بزرگ حضرت مخدوم یحییٰ منیری علیہ الرحمہ سے متاثر تھے۔ ان کے مکتوبات (جو

مکتوباتِ صدی اور دوصدی کے نام سے چھپ چکے ہیں) بیان کرتے۔ انہوں نے والد صاحب کو مکتوباتِ صدی کی جلد تحفہ میں بھی دی تھیں۔ آپ کی شخصیت پر تصوف کا غلبہ تھا۔

اصطفاء منزل میں زائرین کی خبر گیری کے فرائض مولانا کے صاحبزادے ظاہر علی خان اور مولانا نصر اللہ مرحوم انجام دیتے تھے

شادی:

آپ نے دو شادیاں کیں، دونوں بیویاں پاکستانی تھیں۔ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی۔ پہلی بیوی سے ایک بیٹا ظاہر علی خان تھے۔ جب کہ دوسری بیوی سے بھی ان کے کئی بیٹے اور بیٹیاں تھیں جن کی تفصیل معلوم نہیں۔ ان کا ایک مکان کراچی کے علاقے ناظم آباد نمبر ۲ میں تھا۔ جب آپ پاکستان آتے تو یہیں قیام فرماتے۔

مہمان نوازی:

اہلِ مدینہ کی روایت کے مطابق آپ ہر آنے والے کی بہت مہمان نوازی فرماتے۔ قبلہ والد صاحب علیہ الرحمہ کی نسبت و تعلق سے ہم بھائیوں پر بڑی شفقت فرماتے۔ مجھے یاد ہے شادی کے بعد 2002ء میں عمرے سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوا (اس وقت اصطفاء منزل مسجدِ نبوی شریف میں شامل ہو چکی تھی) تو مولانا سے ملاقات کے لیے ان کی رہائش پر حاضر ہوا۔ آپ نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا، بڑی خاطر تواضع کی، میری اہلیہ بھی میرے ساتھ تھیں تو ہم دونوں کو (زنانہ، مردانہ) گھڑی تحفہ میں دیں۔ جس کے ڈائل پر گنبد شریف کا عکس تھا۔

حضرت اشرف المشائخ سے تعلق اور خلافتِ اشرفیہ:

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ سے آپ کا تعلق کئی دہائیوں پر محیط تھا اور سلسلہ اشرفیہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ کیونکہ لکھنوی ہونے کی وجہ سے کچھوچھہ شریف ان کا پڑوس تھا۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ سے دوستانہ تعلق میں عقیدت کا غلبہ تھا جس کی بڑی وجہ احترامِ سادات اور تعلق کچھوچھہ شریف تھا حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ مدینہ طیبہ کی نسبت سے ان کی بہت عزت و محبت فرماتے تھے۔ یہ تعلق اور قرب اتنا مشہور تھا کہ پاکستان کے علمائے اہلسنت جب مدینہ طیبہ کی حاضری کا ارادہ کرتے تو والد صاحب علیہ الرحمہ سے کارڈ اور اس پر مولانا مظہر علی خان علیہ الرحمہ کے لیے تحریر اور دستخط کروا کر لے جاتے اس طرح اصطفاء منزل میں ان کا قیام آسان ہو جاتا۔ مولانا علیہ الرحمہ بھی والد صاحب کی تحریر کو بہت اہمیت دیتے، جب وہ پاکستان تشریف لاتے تو درگاہ عالیہ اشرفیہ ملاقات کے لیے ضرور حاضر ہوتے والد صاحب گھر پر ان کی دعوت کا اہتمام فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ کراچی تشریف لائے، حضرت قطبِ ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے سالانہ عرس کا موقع تھا۔ والد صاحب نے آپ کو خطاب کی دعوت دی۔ آپ بڑی عقیدت و محبت سے تشریف لائے اور بہت شاندار خطاب فرمایا۔ اسی عرس میں حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ نے آپ کو سلسلہ اشرفیہ اور (تمام سلاسلِ طریقت) کی خلافت عطا فرمائی۔

قید وبند کی صعوبتیں:

سعودی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی حجازِ مقدس میں اہل سنت پر سختیاں روا رکھی گئیں۔ معمولاتِ اہل سنت پر سعودی عرب میں پابندی ہے، خصوصاً مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں۔ 1984ء میں یہ پابندیاں پورے عروج پر تھیں۔ حجازِ مقدس میں تمام علماء اہل سنت کو چن چن کر گرفتار کرلیا گیا تھا۔ بیرونِ حجاز کے علماء کو ان کے ملک واپس بھیج دیا گیا گرفتار شدگان علماء اور دیگر اہل سنت کو روز انتہائی سختی کے ساتھ جیل میں رکھا گیا۔ ان علماء میں مولانا مظہر علی خان علیہ الرحمہ بھی شامل تھے۔ بعد میں ان کے کفیل اور پارٹنر بہاؤ الدین نے اثر و رسوخ استعمال کر کے حضرت کو جیل سے رہا کرایا۔ اس واقعہ کے بعد حالات کی بحالی تک آپ کو مدینہ طیبہ میں تقریباً گوشہ نشینی میں وقت گزارنا پڑا

مدینہ میں دوسری آزمائش:

حدیث شریف کے مفہوم کے مطابق مدینہ طیبہ کی جفاء کشی اور آزمائش پر بڑا اجر ہے۔ شاہ فہد کے زمانے میں جب مسجدِ نبوی شریف کی توسیع ہوئی تو بابِ مجیدی کے سامنے اصطفاء منزل توسیع میں شامل کر دی گئی۔ سعودی حکومت نے ان لوگوں کو جن کی املاک شاملِ مسجد ہوئیں، ایک خطیر رقم دی۔ یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ سعودیہ میں زمین مقامی سعودی کے اشتراک کے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اصطفاء منزل کی جگہ بہاؤ الدین نامی مقامی کے نام تھی اور مولانا مظہر علیہ الرحمہ کی اس کے ساتھ پارٹنر شپ تھی۔ توسیع مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بہاؤ الدین کا انتقال ہو چکا تھا۔ لہٰذا اصطفاء منزل کے عوض یہ رقم بہاؤ الدین کی اولاد کو ملی۔ انہوں نے رقم کا بڑا حصہ آپس میں تقسیم کرلیا اور کم حصہ حضرت علیہ الرحمہ کو دے دیا۔ اس وقت پیرانہ سالی میں اتنی کم رقم سے آپ کوئی خاطر خواہ ہوٹل نہیں خرید سکتے تھے۔ چنانچہ کچھ عرصہ ایک حنیفہ بائی نامی خاتون کے اشتراک سے حرم شریف کے جنوب میں عنابیہ (سابقہ کھجور مارکیٹ) کے قریب ایک ہوٹل میں شریکِ کاروبار ہو گئے، لیکن پھر یہ علاقہ بھی حرم شریف کے جوار میں بڑے ہوٹل کے لیے مسمار کر دیا گیا۔

آپ ایک فلیٹ میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ منتقل ہو گئے۔ ان کے دوسرے صاحبزادگان بسلسلہ روزگار طائف میں مقیم ہو گئے تھے لیکن آپ نے بڑے صاحبزادے کے ہمراہ مدینہ طیبہ کو نہیں چھوڑا اور مدینہ طیبہ میں گوشہ نشین ہو گئے۔ پرانے ملاقاتی ان کو تلاش کرتے۔ زندگی کے آخری سالوں میں آپ نے کئی رہائش تبدیل کیں۔ بالآخر جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنت البقیع میں مستقل رہائش عطا فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون خواہش مدفن بقیع پوری ہوئی۔ گزشتہ چند سالوں تک ان کے بڑے صاحبزادے ظاہر علی خان سے بابِ بلال پر ملاقات ہوتی تھی۔ آخری ملاقات میں انہیں بہت ضعیف، کمزور اور معذور پایا، بہت افسوس ہوا۔ وہ واکر کے سہارے چل رہے تھے۔ اب ماضی قریب میں وہ نظر نہیں آئے، شاید وہ بھی مقیم بقیع شریف ہو گئے ہوں۔

تبصرہ

”یادوں کے دریچے“

ایک فکری و اصلاحی مطالعہ

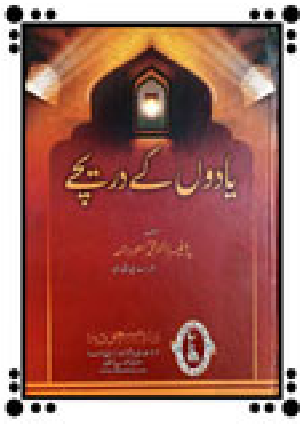

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)

کتاب: یادوں کے دریچے ایک فکری و اصلاحی مطالعہ

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

معاون املاء: صوفی محمد مقصود قادری اویسی اشرفی زید مجدہ

سنِ اشاعت: 2024ء

صفحات: 800

ناشر: ادارہ مسعودیہ، ناظم آباد کراچی

تبصرہ:

یہ کتاب ”یادوں کے دریچے“ بڑے لوگوں کی بڑی باتوں کا سنگم ہے، یہ ایک ایسی علمی و فکری یادگار ہے جو نہ صرف ایک فرد کی زندگی کی جھلک پیش کرتی ہے بلکہ بڑے بڑے لوگوں کی زندگی کا تجربہ اور اس سے حاصل ہونے والی اہم معلومات کا بہترین مجموعہ ہے پروفیسر صاحب علیہ الرحمہ نے جناب محمد مقصود اشرفی کے ساتھ مل کر بڑی محنت سے تمام انسانیت کے لیے اس کتاب کی صورت ایک ایسا کام سرانجام دیا ہے جو دنیا کے لیے علمی، فکری اور اصلاحی لحاظ سے خیر اور کامیابی کا سبب بن سکتا ہے۔

یہ کتاب محض بہت سی کامیاب زندگیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ بہت سے تجربات کا مشاہدہ ہے، جس میں مصنف نے اپنی زندگی کے تجربات، مشاہدات، ملاقاتیں، یادگار واقعات، فکری میلانات روحانی کیفیات اور علمی سرگرمیوں کو سادہ، بے ساختہ اور فی البدیہہ انداز میں قلم بند کروایا ہے۔ جس سے صرف ایک زمانہ ہی نہیں کئی زمانے کو فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

تحریر کا پس منظر:

کتاب کی تدوین میں صوفی محمد مقصود قادری اویسی اشرفی مدظلہ العالی کا کردار قابل تحسین ہے، جنہوں نے 2005ء سے 2006ء کے دوران مسلسل محنت اور لگن سے مصنف سے املا کے ذریعے یہ نایاب مواد مرتب کیا روزانہ چار گھنٹوں کی محنت کے ساتھ یہ کتاب وجود میں آئی، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صرف واقعات کا مجموعہ نہیں بلکہ عقیدت، محبت اور اخلاص کا ایسا ثمر ہے، جو اللہ کے فضل و کرم سے رہتی دنیا تک کے لیے بہت سے معاملات میں رہنمائی کا سبب ہوگا۔

حرفِ اول کی جھلک:

کتاب کا آغاز یعنی ”حرفِ اوّل“ ایک فکری اور جذباتی مقدمہ

ہے۔اس میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ نے انسان کے انسان پر اثرات، یادداشت، مشاہدہ، فکر، تخلیقی عمل اور اپنی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر نہایت عاجزانہ اور غیر رسمی انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ان کا یہ جملہ کہ ''انسان کتابیں لکھتا ہے مگر وہ خود ایک کتاب ہے بلکہ کتب خانہ ہے'' نہایت گہرا اور بامعنی ہے یعنی انسان کے اندر زمانے کے ساتھ ساتھ ایسے ایسے خزانے جمع ہوتے رہتے ہیں کہ اگر انہیں نوٹ کیا جائے تو وہ کئی انسانوں کے لیے رہنمائی کا سبب بن جاتے ہیں اور یہ تو پھر ایک عظیم رہنما، صوفی، مفکر، محقق، مصنف اور ادیب جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی کا مجموعہ ہے اس کے فوائد کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔

مواد اور اسلوب:

800 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 1935 سے 2006 تک کے عرصے کو محیط ہے۔ اس کتاب کے مواد میں مختلف علمی روحانی، معاشرتی اور تاریخی نامور شخصیات سے ملاقاتیں، یادیں اور تجربات درج ہیں جن میں مفتی اعظم شاہ مظہر اللہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، جو طالب علموں اور عوام الناس کے لیے نہایت مفید اور رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

کتاب میں جہاں علمی مجالس، روحانی تجربات اور فکری مباحث کا ذکر ہے، وہیں مصنف نے ذاتی کمزوریوں کا اعتراف، تخلیقی رکاوٹوں کا تذکرہ اور تحریر کے عمل کی نفسیات کو بھی بڑے سلیقے سے بیان کیا ہے یہ سب کچھ قاری کے دل کو چھو لیتا ہے۔

فکری گہرائی اور روحانی بلندی:

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت نہ صرف ایک محقق اور ادیب کی تھی بلکہ وہ ایک صوفی، دانشور اور مخلص انسان بھی تھے ان کی تحریر میں علم کی روشنی، تصوف کی سادگی اور دل کی سچائی نمایاں طور پر جھلکتی ہے۔ یہ کتاب انہی اوصاف کی عکاسی کرتی ہے

قاری کے لیے فائدہ:

یہ کتاب صرف ذاتی یادداشتوں کا خزانہ نہیں بلکہ ایک زمانے کا آئینہ ہے۔اس میں شامل تجربات و مشاہدات، علمی نکات شخصی خاکے اور روحانی باتیں قاری کو غور وفکر، عمل اور فہم کی نئی راہیں دکھاتے ہیں۔طلبہ اس سے فکری تحریک لے سکتے ہیں، اساتذہ تدریسی اسلوب سیکھ سکتے ہیں، علماء اس سے ایک بہترین زندگی گزارنے کا طریقے حاصل کر سکتے ہیں اور عام لوگ اس سے روحانی سکون اور بصیرت حاصل کر سکتے ہیں۔

اختتامی کلمات:

''یادوں کے دریچے'' ایک ایسی کتاب ہے جسے صرف ایک بار پڑھنا کافی نہیں۔ یہ بار بار پڑھنے اور ہر بار کچھ نیا سیکھنے والی کتاب ہے۔اس میں علم و عرفان، ادب و اخلاق، سچائی اور اخلاص کا جو امتزاج ہے، وہ آج کے مادی دور میں ہر ایک کے لیے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمہ کا یہ کام نہ صرف ان کی علمی زندگی کا حاصل ہے بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی نصیحتوں سبقوں اور بصیرتوں کی روشن شمع ہے۔ یہ کتاب ایک قابلِ فخر تجربات و مشاہدات ہے، جس کا اثر ''ان شاء اللہ'' دیرپا ہوگا۔

طب و صحت

زیتون کا تیل

OLIVE OIL

بشکریہ ''ہمدرد فیچر سروس''

تاریخی شواہد سے پتا چلتا ہے کہ زیتون کی کاشت 3000 سال قبل مسیح میں بھی ہوئی تھی۔ شام اور لبنان اس کی خاص طور سے پیداوار پر توجہ دیتے تھے اور بہت بڑے پیمانے پر یہ ممالک زیتون کے تیل کی تجارت کرتے تھے۔ عربوں کی ابتدائی فتوحات کے ساتھ زیتون دنیا کے بہت سے ملکوں تک جا پہنچا۔ سسلی، اسپین اور پرتگال میں بھی اس کی کاشت ہونے لگی زیتون کا تیل وہ واحد تیل ہے جس کو صاف یا تیار کرنے کی خاص ضرورت نہیں ہوتی، زیتون کا تیل اپنی اصل حالت میں ہی کارآمد ہوتا ہے دنیا میں زیتون کی بیشتر کاشت بحر روم کے ملکوں میں ہوتی ہے لیکن اب وقت کے تقاضوں کے ساتھ زیتون کی کاشت میکسیکو، جاپان، آسٹریلیا اور ارجنٹائن میں بھی ہونے لگی ہے۔ زیتون کا تیل اب مختلف برانڈ ناموں سے دنیا میں فروخت ہوتا ہے۔ اسپین، اٹلی، فرانس اور یونان کا زیتونی تیل ورجن فائن اور ریفائنڈ آئل کے ناموں سے مارکیٹ میں دستیاب ہے اسپین اور آسٹریلیا کا اولیو آئل (Olive Oil) کے نام سے جست اور ٹن کے چھوٹے ڈبوں میں پاکستان کے جنرل اور میڈیکل اسٹور پر بکثرت دستیاب ہوتا ہے۔ مارکیٹ میں ''ورجن آئل'' کے نام سے فروخت ہونے والا زیتون کا تیل تازہ زیتون کو 24 گھنٹے کے اندر بیل کر نکالا جاتا ہے، پہلے اس کی صورت گودے کی ہوتی ہے، پھر اس گودے کو دہی کی طرح متھ کر یا بلو کر تیل نکال لیا جاتا ہے، اس کے اچھے یا دوسرے درجے کا تیل ہونے کا دارومدار اس کے تیزابی جز اولیک ایسڈ کی مقدار پر ہوتا ہے، تیل کی درجہ بندی زیتون کے تیل کی بین الاقوامی کونسل کرتی ہے۔ اس کی فصل حاصل کرنے میں خصوصی احتیاط کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اس کا پھل آسانی سے ٹوٹ کر گر سکتا ہے، اسی لیے اس کو ہاتھ سے ہی توڑا جاتا ہے، توڑتے وقت پکے پھل پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے پھل توڑنے کے تین دن کے اندر اس کا تیل نکال لیا جانا چاہیے ورنہ عمل تبخیر کے باعث تیل میں تیزابیت کا جزء بڑھ جاتا ہے۔

زیتون کا تیل نہایت بے ضرر اور صحت بخش ہوتا ہے، زیتون کے تیل میں خلیوں کو غذا فراہم کرنے والے بہت سے ضروری اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ عام چکنائی کی بہ نسبت زیتون کی چکنائی

بہت مفید بہت صحتمند ہوتی ہے۔اسے کھانے پکانے میں خوش دلی اور طبعی فرحت اور خوشبو میں اضافے کے لیے اور مقوی بدن چکنائی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

اگر زیتون کے تیل میں دھنیا، پودھنا، ہری مرچ ڈال دی جائے تو اس میں خوشبو آ جاتی ہے۔اسے توس پر لگا کر بھی کھاتے ہیں اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ توس زیتون کے تیل میں بھگو لیے جائیں اور ان کے درمیان ٹماٹر کی چٹنی (ٹماٹو ساس) یا کوئی اور چٹنی رکھ کر بند کر دیا جائے اس طرح یہ توس نہایت لذیز ہو جاتے ہیں۔زیتون کا تیل کھانے میں ہی استعمال نہیں ہوتا بلکہ جلد کو چکنا اور صحتمند رکھنے کے لیے جلد پر اس کی مالش بھی کی جاتی ہے اور بالوں کو چمکدار اور صحتمند رکھنے کے لیے بھی اس کا استعمال عام ہے۔غرض کہ زیتون بلاد مشرق کے ان علاقوں کی پیداوار تھا۔جو انبیاء علیہم السلام کی سرزمین تھی۔قرآن شریف میں بھی اس کا ذکر ہے، اب یہ تمام دنیا میں قدیم جڑی بوٹیوں اور اسلامی ادویہ کی طرح اہمیت کا حامل ہے۔یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ زیتون کا درخت ان کی دیوی ''ایتھین'' نے دیا تھا لیکن تاریخی شواہد اس کے خلاف ہیں۔

پاکستان میں بھی زیتون کا تیل بہت استعمال ہوتا ہے لیکن عام طور سے جلد کے نکھار اور اس کے ملائم اور چکنا رکھنے کے لیے یہ تیل زیادہ استعمال ہوتا ہے۔غذاء میں استعمال کا درجہ پاکستان میں ابھی بہت کم ہے۔البتہ مقوی بدن اور بہ طور دفع قبض زیتون کا تیل مستعمل ہے۔

بقیہ ''فقراء کی ضیافت''

نیز جس کو دعوت قبول کرنا سخت مشکل ہو، اُسے زبردستی نہ بلائے اور نہ ایسے کو بلائے کہ جس کے آنے کی وجہ سے حاضرین کو تکلیف ہو اور صرف اُسے ہی دعوت دے جو اس کی دعوت کو پسند کرتا ہو۔

حضرت سفیان علیہ الرحمہ کا فرمان ہے: ''جس نے کسی کو کھانے پر بلایا اور وہ دعوت کرنا پسند نہیں کرتا، تو دعوت دینے والے پر گناہ ہے اور اگر اس نے دعوت قبول کر لی تو پھر اس پر دو گناہ ہیں، اس لیے کہ ناپسندیدگی کے باوجود اس نے اسے کھانے پر مجبور کر دیا اور پرہیز گار کو کھانا کھلانا دراصل عبادت میں تعاون کرنا ہے اور بدمعاش کو کھلانا بدمعاشی میں مدد دینا ہے''

ایک درزی نے حضرت ابن مبارک علیہ الرحمہ کو فرمایا:

''میں بادشاہوں کے کپڑے سیتا ہوں، کیا آپ علیہ الرحمہ محسوس کرتے ہیں کہ میں بھی ظالموں کا ساتھی ہوں؟ فرمایا: ''نہیں! ظالموں کے ساتھی وہ ہیں جو تیرے پاس سوئی اور دھاگے فروخت کرتے ہیں اور تم تو خود ظالموں میں سے ہو''

دعوت قبول کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ایک قول کے مطابق بعض مقامات میں واجب ہے۔حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''اگر پائے پر مجھے بلایا جائے تو بھی دعوت قبول کروں گا اور اگر مجھے ایک پنڈلی بھی ہدیہ دی جائے تو بھی قبول کروں گا''۔

دعوت قبول کرنے کے آداب تفصیل کے ساتھ ''احیاء علوم الدین'' میں تحریر ہیں۔

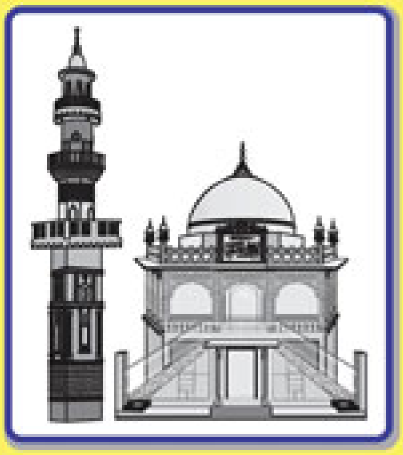

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

ماہانہ درسِ قرآن:

۸ / اگست بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد نورانی نیو کراچی 11-G میں حلقہ اشرفیہ کی جانب سے ماہانہ درسِ قرآن کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے حوالے سے گفتگو فرمائی اور ان کی حیات و تعلیمات کو بیان کیا۔ خطاب کے بعد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کا دورۂ پنجاب:

۹ / اگست بروز ہفتہ مطابق ۱۴ / صفر المظفر ۱۴۴۷ھ حضور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی اپنے فرزند اکبر صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی کے ہمراہ کراچی سے بذریعہ فلائٹ پشاور روانہ ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا سفر طے کر کے پشاور پہنچے۔ ایئر پورٹ پر مریدین و معتقدین نے آپ کا استقبال کیا، جن میں جناب عابد نور اشرفی، محمد کامران اشرفی و دیگر شامل ہیں۔ ایئر پورٹ سے قیام گاہ تشریف لے گئے، وہاں پر نمازِ عصر اور مغرب ادا کی۔

بعد نمازِ مغرب ہفتہ واری محفل گیارہویں شریف ''گیلانی ہاؤس'' جناب بشیر مٹا قادری کے گھر منعقد ہوئی، جس میں حضور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے شہنشاہِ بغداد حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔ مختصر خطاب کے بعد صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی زید مجدہٗ نے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور پشتو زبان میں حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا گیا۔ محفل کے اختتام پر حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تمام حاضرین محفل کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد علماء و مشائخ اہلسنت نے حضور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی سے ملاقات کی۔ دعائے حزب البحر اور دیگر اوراد و وظائف کی اجازات دیں۔

مرشد آباد شریف (پشاور):

۱۰ راگست بروز اتوار دوپہر ۱۲ بجے حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی دربارِ عالیہ مرشد آباد شریف تشریف لے گئے۔ یہاں پر صاحبزادہ بدرِ عالم جان مدظلہ العالی نے مریدین ومعتقدین کے ہمراہ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کا استقبال فرمایا۔ دربارِ عالیہ مرشد آباد شریف اہلسنت کا عظیم ادارہ اور خانقاہ ہے۔ یہاں پر علم دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور خانقاہی رنگ بھی قائم ودائم ہے۔ حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی نور اللہ مرقدہٗ جب بھی پشاور تشریف لے جاتے تھے تو حضرت پیر عبداللہ جان علیہ الرحمہ کے بلاوے پر مرشد آباد شریف تشریف لے جاتے اور خانقاہ میں تشریف فرما ہوتے اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے جانشین اشرف المشائخ حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے حضرت پیر عبداللہ جان علیہ الرحمہ کے صاحبزادے کے بلاوے پر تشریف لے گئے اور ملاقات فرمائی۔ حضرت پیر عبداللہ جان علیہ الرحمہ کے مزار مبارک پہ حاضری دی اور فاتحہ خوانی بھی کی۔ بعد ازاں ظہرانے کا انتظام ہوا پھر آپ نے دربارِ عالیہ مرشد آباد کی لائبریری اور میوزیم کا دورہ فرمایا۔ بزرگانِ دین کے تبرکات کی زیارت بھی کی اور لائبریری کے متعلق تاثرات بھی عطا فرمائے۔

بعد نمازِ ظہر جناب زاہد اشرفی صاحب کی قیام گاہ ''فتح ہاؤس'' مال روڈ تشریف لے گئے۔ یہاں پر ان کی عیادت فرمائی اور تمام اہل خانہ کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

بعد نمازِ عصر جناب محمد کامران اشرفی کے گھر اہل خانہ اور مریدین ومعتقدین سے ملاقات فرمائی اور روحانی علاج تجویز فرمایا۔

بعد ازاں آپ پشاور سے اسلام آباد روانہ ہوئے اور تقریباً دو گھنٹے کا سفر طے کر کے اسلام آباد پہنچے۔ دو دن آپ نے اسلام آباد میں قیام فرمایا اور گلبرگ گرین میں آپ کا مستقل قیام رہا اور وہیں پر بحریہ ٹاؤن آواری ٹاؤن، اسی طرح دو کھنبا و دیگر آس پاس کے علاقوں کے مریدین ومعتقدین نے آپ سے ملاقات کی آپ نے روحانی علاج تجویز فرمائے اور وظائف کی اجازت بھی دی۔

حضرت علامہ مفتی محمد راشد مدنی اشرفی مدظلہ العالی واہ کینٹ سے تشریف لائے اور حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کے دست مبارک پر طالب ہوئے، وظائف و دیگر چیزوں کی اجازات بھی حاصل کیں۔

۱۳ راگست بروز بدھ اسلام آباد سے لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ کے بھانجے صاحبزادہ سید ذیشان اشرف جیلانی اس سفر میں آپ کے ہمراہ رہے اور تقریباً ۵ گھنٹے کا سفر طے کر کے لاہور پہنچے۔

لاہور میں حاجی نثار احمد پراچہ اشرفی و اہلخانہ نے آپ کا استقبال کیا اور اس موقع پر صاحبزادہ سید مصطفٰے اشرف جیلانی

بھی ملتان سے تشریف لائے ہوئے تھے اور ان کے ہمراہ ان کے فرزندِ اکبر صاحبزادہ سید مجتبیٰ اشرف جیلانی موجود تھے۔

عرسِ داتا گنج بخش علیہ الرحمہ:

۱۴ راگست بروز جمعرات ۱۹ رصفر المظفر سالانہ مرکزی عرس داتا گنج بخش علی ہجویری نور اللہ مرقدہٗ میں شرکت کے لیے صبح ۱۰ بجے گھر سے روانہ ہوئے اور تقریباً ایک گھنٹے کا سفر طے کر کے عرس مبارک کی تقریبات میں پہنچے۔ سب سے پہلے مزار مبارک پر حاضری دی اور بعد ازاں اجلاسِ اوّل میں سابقہ روایت کے مطابق تشریف لے گئے اور عوام و مشائخ اہلسنت سے ملاقات کی اور دعا فرمائی۔ اوقاف کی جانب سے اس مرتبہ ''کشف المحجوب'' کے ہزار سال مکمل ہونے پر نیا ایڈیشن چھاپا گیا جو خلیفۂ فخر المشائخ حضرت علامہ مفتی محمد رمضان سیالوی اشرفی مدظلہ العالی نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ اجلاس صبح آٹھ بجے سے ایک بجے تک جاری رہا، نمازِ ظہر سے چند منٹ قبل یہ اجلاس ختم ہوا۔ حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی احباب کے ہمراہ وہاں سے راوی روڈ کی طرف روانہ ہوئے اور حاجی نثار احمد پراچہ اشرفی کے ہاں سالانہ محفل ختم کا انعقاد ہوا۔ یہ محفل ہر سال ۱۹ رصفر بعد نمازِ عصر تا عشاء منعقد کی جاتی ہے۔ بعد نمازِ عصر ختم خواجگان حضور فخر المشائخ ابوالمکرم مدظلہ العالی خود پڑھاتے ہیں بعد ازاں مختصر محفل نعت و مناقب پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی خصوصی خطاب فرماتے ہیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں ''ذکر کی فضیلت اور ذکر والوں کے مقام و مرتبے'' کو بیان کیا اور فرمایا کہ: ''ہمیں چاہیے کہ ہم بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ذکر کریں اور ذکر کی فکر کریں اور اس ذکر کی برکت سے اللہ رب العالمین ہمارے قلوب و اذہان کو معطر و منور فرمائے''۔ محفل کے اختتام پر مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے ختم شریف پڑھا اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

اجتماعِ جمعہ (قصور):

۱۵ راگست بروز جمعہ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی لاہور سے قصور تشریف لے گئے۔ دار العلوم جامعہ حنفیہ کے مہتمم حضرت علامہ مفتی محمد حسن علی قادری اشرفی مدظلہ العالی نے مدرسے کے طلباء کے ہمراہ آپ کا استقبال کیا۔ جامعہ کی مرکزی مسجد میں حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے اجتماعِ جمعہ سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے سورۂ نساء کی آیہ مبارکہ پر مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی۔ اس موقع پر آپ کے ہمراہ صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید ذیشان اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی اور حاجی نثار احمد پراچہ اشرفی موجود تھے۔

بعد نمازِ جمعہ جامعہ حنفیہ کی مرکزی لائبریری میں علماء و مشائخ اہلسنت و علاقے کے معززین نے ملاقات فرمائی۔ جامعہ حنفیہ قصور میں ایک اہلسنت کا عظیم ادارہ ہے۔ جس کے موجودہ مہتمم حضرت علامہ مفتی حسن علی قادری اشرفی مدظلہ العالی ہیں۔ اس

علاقہ میں آپ کے والدِ محترم اور آپ کے دادا حضرت مولانا عبداللہ قصوری اشرفی علیہ الرحمہ اور حضرت مفتی سعادت علی قادری اشرفی علیہ الرحمہ نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ مسلک اہلسنت کام کیا اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خاندانِ اشرفیہ سے آپ کا بڑا گہرا اور پرانا تعلق ہے آپ کے دادا، ہم شبیہہ غوث اعظم حضرت سید شاہ علی حسین اشرف الاشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ اسی طرح آپ کے والدِ محترم حضور سرکارِ کلاں آفتابِ اشرفیت سیدی مختار اشرف جیلانی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ اسی طرح خانوادۂ اشرفیہ کی دیگر شخصیات بھی اس ادارے میں مختلف ادوار میں تشریف لے جا چکی ہیں حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کے والدِ محترم حضرت اشرف المشائخ نور اللہ مرقدہٗ حضرت علامہ مولانا خلیل احمد قادری اشرفی (خطیب جامع مسجد وزیر خاں، لاہور) کے ہمراہ اکثر حضرت علامہ عبداللہ قصوری علیہ الرحمہ کے بلاوے پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہ اُسی محبت وخلوص کے ساتھ خانوادۂ اشرفیہ کے فرزندان کا ادب واحترام اور استقبال فرماتے۔

الحمدللہ! آج بھی یہ سلسلہ ان کی اولاد میں جاری وساری ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مفتی حسن علی قادری اشرفی مدظلہ العالی اور ان کے برادران واہلخانہ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

۱۷ر اگست بروز اتوار دوپہر ۱۲ بجے آپ لاہور سے کامونکی ضلع گجرانوالہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں پر جامع مسجد انورِ حبیب میں حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم اختر قادری نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ اور صاحبزادہ حافظ اُسامہ نعیم اختر قادری نے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کا استقبال کیا۔ نمازِ ظہر آپ نے یہیں پر ادا فرمائی اور بعد نمازِ ظہر مختصر محفلِ نعت و بیان منعقد کی گئی۔ جس میں صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے ہدیۂ نعت پیش کی۔ بعد ازاں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تقریباً ۴۵ منٹ خطاب فرمایا۔ کثیر تعداد میں عوامِ اہلسنت نے شرکت کی محفل کے اختتام پر آپ نے خصوصی دعا بھی فرمائی اور لوگوں سے ملاقات بھی کی۔ محفل کے بعد مفتی نعیم اختر قادری نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کو اپنے ہمراہ دار العلوم کے دورے کے لیے لے گئے۔ وہاں پر ان کے والدِ محترم کا مزار مبارک بھی ہے، یہاں حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فاتحہ خوانی کی اور طلباء کرام سے ملاقات بھی فرمائی۔ اس موقع پر حضرت قبلہ مفتی صاحب نے چند کتب بھی حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کو پیش کیں اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے بھی اپنی کتابیں مفتی صاحب کو پیش کیں۔

حضرت علامہ مفتی نعیم اختر قادری نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ خانوادۂ اشرفیہ سے بڑی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ حضور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی سے بڑا پرانا تعلق رہا ہے۔

اوکاڑہ آمد:

۱۸ر اگست بروز پیر بعد نمازِ فجر حضور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر

سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی لاہور سے اوکاڑہ تشریف لے گئے ۔ وہاں پر شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن اوکاڑوی علیہ الرحمہ کے چالیسویں کے موقع پر تعزیت فرمائی اور مزار مبارک پر فاتحہ خوانی کی۔ اس موقع پر مریدین و معتقدین کے حضرت استقبال فرمایا۔ ساہیوال سے بھی مریدین تشریف لائے اوکاڑہ میں دارالعلوم اشرف المدارس میں حضرت سے ملاقات فرمائی صاحبزادہ ڈاکٹر حمزہ الرحمٰن اوکاڑوی اشرفی دامت برکاتہم العالیہ نے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی کا طلبہ کے ہمراہ استقبال کیا اور دارالعلوم کا دورہ بھی کروایا۔ حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اپنی کتب صاحبزادہ صاحب کو دیں اور انہوں نے بھی ''اشرف التفاسیر'' اور دیگر کتب پیش کیں۔ اس کے بعد آپ اوکاڑہ سے لاہور تشریف لائے۔

۱۸ / اگست بروز پیر بعد نمازِ عشاء مریدین و معتقدین ملاقات کے لیے رہائش گاہ تشریف لائے۔

۱۹ / اگست بروز منگل صبح ۱۰ بجے لاہور سے کراچی بذریعہ فلائٹ روانہ ہوئے ۔ موسم ناخوشگوار ہونے کی صورت میں فلائٹ کینسل ہوگئی، بعدازاں آپ فیصل موورز سے لاہور سے ملتان تشریف لائے ۔ ایک رات یہاں قیام فرمایا اور پھر ۲۰ / اگست کی صبح روانہ ہوئے اور رات تقریباً ۱۲ بجے کراچی پہنچے۔ یہ سفر موسم کی خرابی کی وجہ سے طویل ہوا لیکن بخیر و عافیت کراچی پہنچ گئے ۔ یوں یہ دورۂ پنجاب بڑی مصروفیات کے بعد مکمل ہوا۔

سالانہ امام حسن رضی اللہ عنہ کانفرنس:

۲۲ / اگست بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء بسم اللہ مسجد کھارا در میں سالانہ شانِ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس سے خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ کے حوالے سے گفتگو کی ۔ ''حلم و بردباری اور ان کے اوصافِ حمیدہ'' کو بیان کیا۔ محفل کے اختتام پر صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی زید مجدہٗ نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

قصیدہ غوثیہ

محبوبِ سبحانی، قندیل نورانی، شہبازِ لامکانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کے **14** قصائد ہیں جن میں "**قصیدہ غوثیہ**" کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی ۔ ویسے تو وہ تمام قصائد فصاحت و بلاغت کا سمندر ہیں لیکن "**قصیدہ غوثیہ**" کی بات ہی الگ ہے کیونکہ یہ شیخ نے جذب کی کیفیت میں لکھا۔ اس کے بہت سے ترجمے اور شرحیں لکھی گئی ہیں۔ بزرگوں نے فرمایا کہ: ''اگر کوئی شخص غوث پاک رضی اللہ عنہ کی توجہ حاصل کرنا چاہے تو قصیدہ غوثیہ کو اپنے ورد میں رکھے'' ۔ (حضرت غوث الاعظم ﷺ کا علمی مقام، ص: ۶۸)